352 | نومبر ۲۰۱۱ء

مدیرِ اعلیٰ
حافظ عبد الرحمن مدنی
حفظہ اللہ

مدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلّہ

مُحدّث

۹ مستند احادیث میں قیامت کی نشانیاں
۴۰ دوستی اور دشمنی کا اسلامی معیار
۶۵ اسلام اور سائنس کے مزاج و مناہج کا اختلاف

مجلس التحقیق الاسلامی
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL
PAKISTAN

مجلس التحقیق الاسلامی

ملتِ اسلامیہ کا علمی و اصلاحی مجلّہ

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی

مدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

only for SMS
0333-4213525

ماہنامہ محدّث
لاہور پاکستان

جلد ۴۳، شمارہ ۱۱ --- ذوالحجۃ ۱۴۳۲ھ --- نومبر ۲۰۱۱ء

محتویات

فکر و نظر

ممتاز قادری کیس اور ریمنڈ کیس: ایک تقابل — ڈاکٹر حافظ حسن مدنی — ۲

حدیث و سنت

مستند احادیث میں قیامت کی نشانیاں — ڈاکٹر عبداللہ غفیلی، ترجمہ: عبدالحنان کیلانی — ۹

فقہ و اجتہاد

دوستی اور دشمنی کا اسلامی معیار — شیخ صالح فوزان، ترجمہ: شیخ عبداللہ ناصر رحمانی — ۴۰

اسلام و مغرب

اسلام اور سائنس کے مزاج و مناہج کا اختلاف — سید خالد جامعی — ۶۵

مدیر معاون
کامران طاہر
0302 4424736

زرِ سالانہ =/۳۰۰ روپے
فی شمارہ =/۳۰ روپے

بیرون ملک
زرِ سالانہ =/۲۰ ڈالر
فی شمارہ =/۲ ڈالر

Monthly Muhaddis
A/c No:984-8
UBL-Model Town
Bank Squre Market, Lahore.

دفتر کا پتہ
۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن
لاہور 54700
042-35866476
35866396
35839404

Email:
mkamrantahir@gmail.com

Publisher:
Hafiz Abdur Rahman Madni

Printer:
Shirkat Printing Press, Lahore

Designing (Abdul Wasea)
Crystal Art Lahore 0323-7471862-1

Islamic Research Council

محدّث کتاب و سنّت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کُلّی اتفاق ضروری نہیں!

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ممتاز قادری اور ریمنڈ ڈیوس کیسوں کا دوہرا معیار

قانون پر عمل کیوں نہیں ہوتا اور عدالتیں کیوں مذاق بن گئیں...؟

راولپنڈی میں دہشت گردی کی خصوصی عدالت نمبر ۲ نے ممتاز حسین قادری کے کیس کی سماعت کرتے ہوئے ۱۰ ماہ کے بعد یکم اکتوبر کو آخرکار مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ ماضی میں سرزمین پاکستان پر پہلے بھی توہین رسالت کے واقعات پیش آتے رہے اور شاتم رسول کو محبانِ رسول ﷺ کیفر کردار تک پہنچاتے رہے۔ اُس وقت نافذ العمل انگریزی قانون ناموس رسالتؐ کے تحفظ سے قاصر تھا۔ لیکن ۸۰ کی دہائی کی ۸ سالہ مسلسل قانونی جدوجہد کے بعد، ملک بھر کے علمائے کرام، وفاقی شرعی عدالت اور پارلیمنٹ سے ناموسِ رسالت کے تحفظ کی خاطر ایک قانون تشکیل دیا گیا۔ اس قانون کی انتہائی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، تاہم قانون مذکور کے باوجود ماضی کی طرح پھر محبانِ رسول کو خود ہی اقدام کرنا پڑا اور انگریزی اَدوار کی طرح ایک بار پھر ملکی قانون کی آڑ لے کر توہین رسالت کی ملزمہ کی معاونت اور تائید کرنے والے گورنر پنجاب کے قاتل کو دہشت گردی عدالت نے دو بار سزاے موت سنائی اور دو لاکھ روپے بطورِ جرمانہ عائد کر دیا۔

جہاں تک فیصلہ مذکور کے درست یا غلط ہونے کا تعلق ہے تو عدالت کے جج پرویز علی شاہ نے خود اس کا تعین فیصلہ سنانے کے موقع پر ان الفاظ میں کر دیا کہ ''شرع اسلامی کی رو سے ممتاز قادری کا اقدام درست ہے، تاہم میں پاکستانی قانون کی بنا پر اُسے یہ سزا سناتا ہوں۔'' آئندہ دنوں میں علمائے کرام اور محبانِ رسول ﷺ جج پرویز علی شاہ کے اس فیصلہ پر مکالمہ ومباحثہ کرتے رہیں گے اور یہ موضوع شرعی و قانونی حلقوں کا اہم عنوان بنا رہے گا، اس بنا پر اس فیصلہ کے شرعی و قانونی تبصرہ سے قطع نظر ہم ذیل میں پاکستان کے عدالتی نظام کا جائزہ لیتے ہوئے ممتاز قادری اور مشہور مقدمہ ریمنڈ ڈیوس کے فیصلوں کا باہمی تقابل قارئین کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے پیش کرتے ہیں جس سے ملکی قانون کی توقیر، مروّجہ عدالتی نظام اور ہمارے جج حضرات کا رویہ ہمارے سامنے اظہر من الشمس ہو جائے گا۔

۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو ممتاز قادری نے گورنر پنجاب پر توہین رسالت کے ارتکابِ جرم کا دعویٰ کر کے اُسے قتل کر دیا جبکہ اسی ماہ کے آخر میں ۲۷ جنوری کو ریمنڈ ڈیوس نے لاہور کی ایک مصروف شاہراہ پر لاہور کے دو معصوم شہریوں کو فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ بعد ازاں ریمنڈ کو بچانے کے لئے آنے والی گاڑی کے ڈرائیور نے ایک اور معصوم شہری عباد الرحمٰن کو بھی کچل کر ہلاک کر دیا۔ ان دونوں کیسوں پر پاکستان کی عدالتوں کا رویہ کیا رہا، آیئے پاکستان کی عدالتوں کے کردار کا ایک طائرانہ جائزہ لیتے ہیں:

① ریمنڈ ڈیوس کیس کا فیصلہ ۲ ماہ سے بھی کم مدت میں یعنی ۱۶/ مارچ ۲۰۱۱ء کو سامنے آگیا جبکہ ممتاز قادری کے کیس کا فیصلہ ہونے کے انتظار میں ۱۰ ماہ کا وقت صرف ہوا، باوجود اس کے ممتاز قادری کا کیس دہشت گردی کی عدالت میں زیر سماعت تھا، جن میں بطورِ خاص تیز رفتاری سے کاروائی مکمل (سپیڈی ٹرائل) کی جاتی ہے۔

② ریمنڈ ڈیوس کا تین معصوم انسانوں کو قتل کرنے کا اقدام کھلم کھلا دہشت گردی، رعونت اور تکبر پر مبنی تھا۔ اس بنا پر ڈیوس کے اقدام کے بعد ہر پاکستانی، امریکی یا غیر ملکی شہریوں سے خوف محسوس کرنے لگا۔ عوام الناس میں عدم تحفظ اور غیر ملکیوں کے خلاف نفرت وغصّہ کی شدید لہر پھیل گئی جس کا اظہار وقوعہ قتل اور اس کے بعد کے ایام میں احتجاجات کی صورت میں ہوا جبکہ ممتاز قادری کا اقدامِ قتل ایسے شخص کے خلاف تھا جس پر نہ صرف توہین رسالت کی معاونت کا الزام تھا بلکہ اس نے ناموسِ رسالت کے تحفظ کی شرعی سزا کو 'کالا قانون' قرار دیا تھا۔ اپنی ذاتی زندگی میں وہ اسلام سے منحرف شخص تھا جس کی شہادت اس کے اہل خانہ نے دی۔ اس بنا پر سلمان تاثیر کو شرعی طور پر کسی طرح کلیتاً معصوم شخص نہیں کہا جا سکتا۔ اُس کے اسی متنازعہ کردار کی بنا پر علماے کرام نومبر ۲۰۱۰ء میں اس کے خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ بھی دے چکے تھے۔ اس سے شدید نفرت کا اظہار اس کے جنازے کے موقع پر بھی سامنے آیا کہ لاہور ایسے بھرے پرے شہر میں کوئی نامور عالم دین تو کجا، سرکاری امام بھی اس کا جنازہ پڑھانے کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیار نظر نہ آئے۔ جبکہ دوسری طرف ممتاز قادری کی حمایت میں جلوس نکالے گئے، اور وکلا کی ایک بڑی تعداد نے اس کی مفت وکالت کا اعلان کیا۔ عوامی رجحان کی انتہا دیکھئے کہ پنجاب کا چیف جسٹس خواجہ محمد شریف اپیل کے مراحل میں اس کی وکالت کا خواہش مند بنا۔ اُس کی سزا کے خلاف پورا ملک سراپا احتجاج بنا۔ گویا ریمنڈ ڈیوس کا اقدام قتل تین معصوم انسانوں کے خلاف تھا اور ممتاز قادری کا اقدام قتل کم از کم الفاظ میں ایک غیر معصوم شخص کے خلاف تھا۔ اسی بنا پر دونوں وقوعہ جات پر عوامی ردعمل یکسر مختلف رہا۔ پہلے واقعہ سے قومی وملی تشخص بری طرح پامال ہوا اور دوسرے واقعہ سے دینی غیرت وحمیت کو تائید وتقویت حاصل ہوئی۔

③ ریمنڈ کا واقعہ سراسر دہشت گردی کا واقعہ تھا لیکن ہماری پولیس نے پہلے پہل اس کے لئے فرضی مقدمات درج کرکے اس کو بچانے کی کوشش کی، اُس کی جارحیت کو دفاع کا رنگ دینا چاہا اور جب آخر کار یہ ممکن نہ رہا تو پھر ایک صریح دہشت گردانہ واقعہ کو دہشت گردی ایکٹ سے بچا کر جرائم کی عام دفعات اس پر لاگو کیں۔ چنانچہ ریمنڈ ڈیوس پر انسدادِ دہشت گردی کی عدالت میں کوئی مقدمہ نہ چلایا گیا جبکہ ممتاز قادری کا مقدمہ جو ایک ملی حمیت وغیرت کا مقدمہ تھا، اس کو دہشت گردی کی عدالت میں چلاتے ہوئے ۱۰ ماہ اس کے فیصلے پر صرف کئے گئے۔ گویا جس مقدمہ کو دہشت گردی کی عدالت میں چلنا چاہئے تھا، اس کو عام عدالت میں چلایا گیا اور جس کو عام عدالت میں چلنا چاہئے تھا، اس پر دہشت گردی کی دفعات لگائی گئیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ دورانِ سماعت نہ تو دہشت گردی کی کوئی تفصیل پیش کی گئی اور نہ ہی اس کے قانونی تقاضے پورے کئے گئے۔ جرم کے تعین میں یہ جانبداری علاقائی انتظامیہ کی شرکت وتائید کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی اور دورانِ سماعت یہ رویہ عدالتی افسر کے رجحانات کا غماز ہے۔

④ ممتاز قادری کا واقعہ خالصتاً شرعی نوعیت کا مسئلہ ہے جس میں سید المرسلین ﷺ کی ناموس کو نشانہ بنانے کے ردعمل میں یہ اقدام کیا گیا، ممتاز قادری نے پہلے بیان میں ہی اپنے مقصود ومدعا کا تعین کردیا تھا جو خالصتاً شرعی نوعیت کا مقدمہ تھا۔ اس نے اپنے اعترافی بیان میں کہا کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"گورنر پنجاب نے قانون توہین رسالت کو 'کالا قانون' قرار دیا تھا، اس لیے گستاخِ رسول کی سزا موت ہے۔ سلمان تاثیر گستاخِ رسول تھا، اس نے چونکہ قانون توہین رسالت کے تحت عدالت سے سزا پانے والی ملعونہ آسیہ مسیح کو بچانے کا عندیہ دے کر خود کو گستاخِ رسول ثابت کر دیا تھا، اس پر میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔"

جبکہ ریمنڈ کا واقعہ ملکی قانون کا معاملہ تھا، جس میں ٹریفک قوانین کو نظر انداز کرتے ہوئے، شہری امن وامان کو پامال کیا اور خوف وہراس پیدا کیا گیا۔ طرفہ تماشہ دیکھئے کہ ملکی قانون جہاں پامال ہوا، اس قضیہ کا فیصلہ ہماری عدالتیں شرعی واسلامی قانون قصاص ودیت کی آڑ لے کر کرتی رہیں اور جہاں شرعی مسئلہ زیر بحث تھا، اس کا فیصلہ ہمارے جج حضرات ملکی قانون کی روشنی میں کرتے ہیں۔ یہ بھی واضح ہوا کہ ہر دو مقام پر شریعت کا فیصلہ اسلامیانِ پاکستان کی قومی وملی رجحانات کی تائید کرتا جبکہ دونوں مقامات پر قانونی ہتھکنڈوں سے عوامی جذبات کو پامال کیا گیا اور قانون کی پاسداری کو مجروح کیا گیا۔ غرض جو فیصلہ شریعت کی روشنی میں ہونا چاہئے تھا، اسے ملکی قانون کی آڑ میں اور جو ملکی قانون پر ہونا چاہئے تھا، اسے شریعتِ اسلامیہ کی آڑ میں فیصل کیا گیا۔

⑤ ریمنڈ کیس میں ۴۹ یوم کی قید کو سزائے قید میں شمار کر کے انوکھی مثال قائم کی گئی جبکہ ممتاز قادری کی ۱۰ ماہ پر محیط پر مشقت قید کو سرے سے نظر انداز ہی کر دیا گیا۔ ریمنڈ کو محض ۲۰ ہزار روپے جرمانہ کیا گیا اور مقتولین نے آیا اُسے معاف کیا یا خون بہا لیا؟ یہ تفصیل آج تک قوم سے مخفی ہے۔ ہمارے میڈیا پر بھی افسوس کہ وہ ہر مسئلہ کی تو بال سے کھال اُتارتا ہے لیکن آج تک اس معمہ کا کوئی سراغ لگانے سے قاصر ہے۔ جبکہ ممتاز قادری کو دو مرتبہ سزائے موت اور ۲ لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ ریمنڈ کی سزا شمار ہونے والی قید بھی بڑی پر سہولت اور با آسائش تھی، عدالتی افسران سے پر عزت گفتگو اس کا وطیرہ تھی جبکہ ممتاز قادری نے دورانِ قید کئی بار تشدد و امتیاز کی شکایت کی اور اُس کی تمام تر کاروائی مطالبے کے باوجود اڈیالہ جیل کے اندر ہی ہوتی رہی۔

⑥ ایسا ہی ایک مشہور حالیہ مقدمہ عافیہ صدیقی کیس کا بھی ہے جس میں امریکی جج نے افغانستان میں ہونے والے ایک وقوعہ پر امریکی قانون کا اطلاق کیا، ملزمہ پر ثبوتِ جرم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تقاضے پورے کئے بغیر شدید تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے مختلف ممکنہ جرائم کی سزائیں علیحدہ علیحدہ قید شمار کر کے اُسے ۸۶ سال قید کی سزا دی۔ یاد رہے کہ اس مقدمہ کے فیصلہ کے وقت سقوطِ خلافت (۱۹۲۵ء) کو بھی عین ۸۶ سال پورے ہو چکے تھے۔ جج نے یہ قرار دیا کہ عدالتوں کا کام امریکی قوم کا وقار بلند کرنا اور امریکی عوام وافواج کا تحفظ یقینی بناتے ہوئے ان کے خلاف ممکنہ جارحیت کو کم سے کم کرنا ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو عدالتوں کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

الغرض اسی سال کے ان دو مشہور کیسوں اور امریکی عدالت کے فیصلہ کے تناظر میں ہماری انتظامیہ اور عدالتوں کے رویے کا طائرانہ جائزہ لیا جائے تو دوہرے معیار اور امتیازی رویے ہر ہر مرحلے پر آشکارا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عدالتوں اور قانون کا احترام ختم ہو چکا ہے۔ وہ قانون جو غریب و مجبور کے لئے لوہے کا شکنجہ اور امیر و مقتدر کے لئے موم کی ناک ہو تو کوئی بھی اس پر خلوصِ دل سے عمل پیرا ہونے کو تیار نہیں ہوتا۔ پھر نامعلوم کس بنا پر ماورائے عدالت قتل اور قانون کی بالادستی کا بلند آہنگ ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔

آج ملک میں امن وامان اور بدامنی و بے چینی کی وجہ یہی عدالتی نظام ہے جس نے پورے ملک پر ہلاکت وبربریت اور دھوکہ وفراڈ مسلط ہو جانے کے باوجود آج تک کسی مجرم کو قرارِ واقعی سزا نہیں دی۔ اگر مالی معاملات میں عدالتیں انتظامیہ کے ہاتھوں مجبور رہیں تو کم از کم دہشت گردی کے کسی مجرم کو تو سزا سنا کر عبرت کا نشان بنایا جاسکتا تھا لیکن ہمارا انگریزی عدالتی نظام اس قوت سے قاصر اور محروم ہے۔ قانونی گرفت اور عدل وانصاف کے اس بوسیدہ نظام کی از سر نو تطہیر کی ضرورت ہے، وگرنہ مجرم یونہی دندناتے رہیں گے، طاقتور قانون سے کھیلیں اور شریف و کمزور لوگ قانون کا نشانہ بنیں گے!!

آیئے دربار نبویؐ کے ایک عدالتی فیصلے کا مشاہدہ کریں اور اسلام کا مثالی عدل وانصاف ملاحظہ کریں۔ سنن ابو داود میں سیدنا معمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیثِ مبارکہ مروی ہے:

زَنَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: "اذْهَبُوا بِنَا إِلَى هٰذَا النَّبِيِّ فَإِنَّهُ نَبِيٌّ بُعِثَ بِالتَّخْفِيفِ فَإِنْ أَفْتَانَا بِفُتْيَا دُونَ الرَّجْمِ قَبِلْنَاهَا وَاحْتَجَجْنَا بِهَا عِنْدَ اللهِ، قُلْنَا: فُتْيَا نَبِيٍّ مِنْ أَنْبِيَائِكَ." قَالَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالُوا: يَا أَبَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقَاسِمِ! مَا تَرَى فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى أَتَى بَيْتَ مِدْرَاسِهِمْ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ «أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسٰى مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ قَالُوا: يُحَمَّمُ وَيُجَبَّهُ وَيُجْلَدُ وَالتَّجْبِيهُ أَنْ يُحْمَلَ الزَّانِيَانِ عَلَى حِمَارٍ وَتُقَابَلُ أَقْفِيَتُهُمَا وَيُطَافُ بِهِمَا». قَالَ: وَسَكَتَ شَابٌّ مِنْهُمْ. فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ سَكَتَ أَلَظَّ بِهِ النِّشْدَةَ. فَقَالَ: "اللَّهُمَّ إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّا نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ." فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَمَا أَوَّلُ مَا ارْتَخَصْتُمْ أَمْرَ اللهِ» قَالَ: "زَنَى ذُو قَرَابَةٍ مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِنَا فَأَخَّرَ عَنْهُ الرَّجْمَ ثُمَّ زَنَى رَجُلٌ فِي أُسْرَةٍ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ رَجْمَهُ فَحَالَ قَوْمُهُ دُونَهُ وَقَالُوا لَا يُرْجَمُ صَاحِبُنَا حَتَّى تَجِيءَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجُمَهُ فَاصْطَلَحُوا عَلَى هَذِهِ الْعُقُوبَةِ بَيْنَهُمْ." فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَإِنِّي أَحْكُمُ بِمَا فِي التَّوْرَاةِ فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا.» قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَبَلَغَنَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِمْ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهُمْ. (سنن أبو داود: كتاب الحدود)

"یہودیوں کے ایک مرد وعورت نے زنا کا ارتکاب کر لیا تو وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ ہم اُس نبی ﷺ کے پاس لئے چلتے ہیں جو آسانیاں دے کر بھیجا گیا ہے۔ اگر یہ نبی ہمیں سنگساری کے علاوہ کوئی فیصلہ سنائے گا تو ہم اسے مان لیں گے اور اللہ کے ہاں اس کے فیصلہ سے حجت پکڑیں گے کہ یہ تیرے ایک نبی کا فیصلہ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، جبکہ آپ اپنے صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے اور کہنے لگے: اے ابو القاسم ﷺ! زانی مرد وعورت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی کریم نے ان سے ایک لفظ بھی کلام نہ کیا حتیٰ کہ یہودیوں کی مذہبی درسگاہ میں جا پہنچے اور اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ جل شانہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے توراۃ کو موسیٰ پر نازل کیا کہ شادی شدہ زانی کی توراۃ میں کیا سزا لکھی ہوئی ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ اس کا چہرہ سیاہ کر کے زانی مرد وعورت کو گدھے پر اس طرح بٹھایا جائے کہ دونوں کی گدیاں (کمریں) ایک دوسرے سے ملی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہوں۔ پھر اُنہیں پھرایا جائے اور اُن کو کوڑے بھی لگائے جائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس درسگاہ کا ایک نوجوان خاموش کھڑا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کو خاموش کھڑے دیکھا تو اس کو زیادہ شدت کے ساتھ اللہ کا واسطہ دیا۔ وہ بول اُٹھا کہ اگر آپ مجھے اللہ کا واسطہ ہی دیتے ہیں تو پھر توراۃ میں تو سنگساری کی سزا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ پہلے پہل کیا ہوا تھا جو تم نے اللہ کے فیصلہ کو بدل ڈالا۔ تو وہ نوجوان گویا ہوا کہ ایک بار کسی یہودی بادشاہ کے قریبی رشتہ دار نے زنا کا ارتکاب کر لیا تو بادشاہ نے اس پر سنگساری کی سزا نافذ نہ کی۔ پھر جب عوام الناس میں سے کسی نے زنا کیا تو بادشاہ اس کو سنگسار کرنے لگا، تب اس شخص کا قبیلہ اس سزا کے نفاذ میں رکاوٹ بن گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا بندہ بھی اس وقت تک سنگسار نہ ہو گا جب تک بادشاہ کا قریبی سنگسار نہ کیا جائے۔ غرض پھر سب نے اُس نئی سزا پر اتفاق کر لیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارا فیصلہ توراۃ کے مطابق کروں گا، سو آپ نے مردو زَن کو سنگسار کروا دیا۔ امام زہری کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ چلا کہ قرآنِ کریم کی یہ آیتِ مبارکہ اسی واقعے پر نازل ہوئی: اللہ فرماتے ہیں کہ ''ہم نے توراۃ کو نازل کیا جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اس توراۃ کے مطابق اللہ کے مطیع و فرمانبردار نبی فیصلے کرتے ہیں۔'' اور ہمارے نبی ﷺ بھی ان انبیا میں شامل ہیں۔''

اس حدیثِ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ سابقہ قوموں کی ہلاکت اور زوال کا سبب بھی امیر و غریب میں امتیاز کرنا اور قانون کے دوہرے معیار قائم کرنا تھا۔ آج ہمارے ملک میں دین کے معاملات پوری سختی کے ساتھ اور دنیوی مفادات قانون سے مذاق کر کے فیصل کئے جاتے ہیں۔ آج کے اس جمہوری دور سے بہتر تو یہودی بادشاہوں کا دور تھا کہ اس میں عوام اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو برداشت کرنے کی بجائے غیر منصفانہ قانون کو بدلنے نکل کھڑے ہوتے تھے۔ شرم کا مقام ہے کہ آج عوامی حاکمیت کے جمہوری نعرے نے عوام سے غیر منصفانہ قانون کی تبدیلی کی قوت بھی چھین لی ہے اور ہم اس ظالمانہ نظام کو گلے سے لگائے بیٹھے اور اس کی مالا جپتے رہتے ہیں۔ جب تک معاشرے میں دوہرے معیارات کا خاتمہ نہ ہو گا، اس وقت تک قانون کی عمل داری اور اس کی توقیر کی توقع کرنا فضول ہے!!

(ڈاکٹر حافظ حسن مدنی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: عبدالحنان کیلانی[1]
محمد مقصود احمد

مستند احادیث میں قیامت کی نشانیاں[2]

مغربی دنیا میں 'قیامت کا وقوع' آئندہ سال ۲۰۱۲ء کا ایک مرغوب موضوع ہے۔ انٹرنیٹ پر ہزاروں ویب سائٹیں اور سینکڑوں کتب اس پر لکھی جاچکی ہیں حتیٰ کہ دسمبر ۲۰۱۲ء میں قیامت کی منظر کشی پر بننے والی ایک فلم نے ۷۷۰ ملین ڈالر کا ریکارڈ بزنس کیا ہے۔ بہت سی ویب سائٹوں پر 'کاؤنٹ ڈاؤن میٹر' لگے ہوئے ہیں جو قیامت کی آمد میں باقی لمحات کی گنتی پیش کررہے ہیں۔ قدیم مایا تہذیب اور امریکی خلائی ادارے 'ناسا' کے سائنسدانوں نے بھی اگلے سال کو دنیا کے لئے خطرناک قرار دیا ہے۔ مغربی تعلیم یافتہ مسلمان اس طرح کے تجزیوں اور پیشین گوئیوں سے متاثر ہوکر بسا اوقات پریشان ہوجاتے ہیں۔ ذیل میں ہم تفصیل کے ساتھ قرآن وسنت میں درج مستند علاماتِ قیامت پیش کررہے ہیں جس سے ایک مسلمان کا اعتقاد پوری طرح نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ اس شمارے میں قیامت کی ۱۰ چھوٹی نشانیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، جبکہ دوسری قسط میں قیامت کی بڑی نشانیوں پر مستند شرعی معلومات پیش کی جائیں گی۔ جس کی رو سے یاجوج ماجوج کے خروج، دجال کی آمد، حضرت عیسیٰ کے نزول اور دنیا بھر پر اسلام کے غلبے سے پہلے قیامت کا وقوع ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان واعتقاد کو مضبوط فرمائے۔ مدیر

قیامت کی چھوٹی نشانیاں

یہاں ہم قیامت کی چھوٹی نشانیوں کا تذکرہ کریں گے، اس کے بعد آئندہ مضمون میں قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں زیر بحث لائی جائیں گی۔ ان شاء اللہ

① رسول اللہ ﷺ کی بعثت

② شق قمر

۱ اُستاذ لاہور اسلامک یونیورسٹی (جامعہ لاہور اسلامیہ)، لاہور
۲ نام عربی کتاب: أشراط الساعة از ڈاکٹر عبداللہ بن سلیمان غفیلي

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ حجاز کی وہ آگ جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو گئیں۔
④ فتنے
⑤ جھوٹے مدعیانِ نبوت دجالوں کا خروج
⑥ لونڈی کا اپنے مالک کو جنم دینا، ننگے پاؤں، بے لباس اور بکریوں کے چرواہوں کا عمارتوں میں فخر کرنا
⑦ علم کا اُٹھ جانا اور جہالت کا ظاہر ہونا
⑧ درندوں اور جمادات کا انسانوں سے کلام کرنا
⑨ قطع رحمی، برے ہمسائے اور فساد کا ظاہر ہونا
⑩ زلزلوں کی کثرت، چہروں کے مسخ ہونے، پتھروں کی بارش اور زمین میں دھنسنے کا عام ہونا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے بعض لوگوں کو سزا دی۔

۱. رسول اللہ ﷺ کی بعثت

آپ ﷺ کی بعثت قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور قربِ قیامت پر دلیل ہے۔ آپ ﷺ نے خاتم النّبیین ہونے کی حیثیت سے یہ خبر دی ہے۔ اس پر نبی ﷺ سے وارد کئی صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

① حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی دو اُنگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: «بُعثت أنا والساعة كهاتين»[1]
"میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔"

② سہل بن سعد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
«بعثت أنا والساعة كهاتين» وأشار بأصبعه السبابة والوسطى[2]
"میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی تشہد اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا۔"

۱ صحیح بخاری: ۶۵۰۵
۲ ایضاً: ۵۱۰۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ انس بن مالک کی حدیث ہے، کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«بعثت أنا والساعة كهاتين» [كفضل أحدهما علىٰ الأخرى] وضم السبابة والوسطة[1]

"میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں جیسے ان دو انگلیوں میں سے ایک کی دوسری پر برتری ہے۔ آپ نے سبابہ اور وسطی انگلی کو ملایا۔"

یہ احادیث اور اس معنی کی دوسری احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی بعثت قیامت کی پہلی نشانی ہے کہ آپ خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ ﷺ سے قریب قیامت کا قائم ہونا اس طرح ہے جیسے تشہد کی انگلی سے درمیانی انگلی قریب ہے جیسا کہ یہ تشبیہ گذشتہ احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

امام قرطبی قیامت کی علامات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: "پہلی علامت خود نبی ﷺ ہیں، کیونکہ آپ نبی آخر الزمان ہیں۔ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔"

حافظ ابن رجب کا قول ہے: انھوں نے نبی ﷺ کے اس فرمان «بعثت أنا والساعة كهاتين» کی تفسیر یوں کی کہ آپ ﷺ نے سبابہ اور وسطی انگلیوں کو ملایا۔ یعنی قیامت کا قربِ زمانہ ایسا ہے جیسے سبابہ کی وسطی سے قربت ہے کہ آپ کی بعثت کے بعد آپ کے اور قیامت کے درمیان کسی دوسرے نبی کے آئے بغیر قیامت قائم ہوگی۔ جیساکہ صحیح حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«أنا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي، وأنا العاقب»[2]

"میں حاشر ہوں، لوگ قیامت کے دن میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے۔"

معلوم ہوا کہ حاشر وہ ہے جس کے قدم پر لوگ قیامت کے دن جمع کیے جائیں گے یعنی لوگوں کا اُٹھنا اور ان کا جمع ہونا آپ کی بعثت کے بعد ہوگا۔ تو آپ رسالت اور اپنے عاقب ہونے کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ لوگ اپنے حشر کے لیے اکٹھے کیے جائیں گے۔ عاقب وہ جو تمام انبیا

۱ صحیح مسلم: ۲۹۵۱
۲ صحیح بخاری: ۳۵۳۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد آیا اور اسکے بعد کوئی نبی نہیں گویا آپ کی بعثت علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

۲. شق قمر

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ ....﴾[1]

"قیامت قریب آ گئی اور چاند ہٹ گیا، یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آتا جادو ہے۔"

حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ﴿وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوا تھا جیسا کہ یہ صحیح اسانید کے ساتھ احادیثِ متواترہ میں وارد ہوا ہے۔ اس امر پر علما کا اتفاق ہے کہ انشقاقِ قمر کا وقوع نبی ﷺ کے زمانے میں ہوا اور یہ آپ کے نمایاں معجزات میں سے ایک ہے۔[2]

متعدد صحیح احادیث میں وارد ہے کہ چاند نبی ﷺ کے زمانے میں شق ہوا، مثلاً

① عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے، کہتے ہیں:

بینما نحن مع رسول اللہ ﷺ بمنى إذ انفلق القمر فلقتين، فكانت فلقة وراء الجبل وفلقة دونه، فقال لنا رسول اللہ ﷺ: «اشهدوا»[3]

"ایک دفعہ منیٰ میں ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور دوسرا اس کے سامنے تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کہا: گواہ ہو جاؤ۔"

② حضرت انس کی حدیث: أن أهل مكة سألوا رسول اللہ ﷺ أن يريهم آية فأراهم انشقاق القمر[4]

"اہل مکہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کو کوئی نشانی دکھلائیں تو آپ نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھایا۔"

---

۱ سورۃ القمر: ۱
۲ تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۲۳۵
۳ صحیح مسلم: ۲۸۰۰
۴ ایضاً: ۲۸۰۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ شق قمر نبی ﷺ کے بڑے معجزات میں سے ہے اور اس کو آیت کے ظاہر سیاق کے ساتھ متعدد صحابہ نے روایت کیا ہے۔ زجاجؒ فرماتے ہیں:

"بعض مخالف ملت بدعتیوں نے اس (شق قمر) کا انکار کیا ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اندھا کر دیا ہے۔ حالانکہ اس میں عقل کے لیے انکار ممکن نہیں، کیونکہ قمر اللہ کی مخلوق ہے، وہ اس میں جو چاہے کرے جیسا کہ آخر میں وہ اسے لپیٹ دے گا اور فنا کر دے گا۔"

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"جمہور فلسفیوں نے شق قمر کا انکار کیا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ آفاقی نشانیوں میں پھٹنا اور مل جانا درست نہیں، یہی رائے ان کی معراج کی رات آسمان کے دروازوں کے کھلنے کے بارے میں بھی ہے اور اس کے علاوہ بھی قیامت کے دن سورج کو لپیٹنے کے متعلق بھی ان سے انکار منقول ہے۔"

ان کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ کافر ہیں تو اوّلاً دین اسلام کے ثبوت پر مناظرہ کریں پھر وہ ان ماہرین کے ساتھ شریک ہو جائیں جو اس کے منکر ہیں اور جب مسلمان بغیر تناقض کے اس کے بعض کو ثابت کر دے کہ قرآن میں قیامت کے دن پھٹنے اور مل جانے کے ثبوت پر انکار کا کوئی راستہ نہ ہو تو یہ نبی کے معجزے کے واقع ہونے کو ثابت کرتا ہے

۳. حجاز کی وہ آگ جس سے بصری میں اونٹوں کے گردنیں روشن ہو گئیں

نبی ﷺ سے مروی احادیث وضاحت کرتی ہیں کہ سرزمین حجاز سے اس آگ کا نکلنا جس سے بصری شہر میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہوئیں، علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من أرض الحجاز تضيء أعناق الإبل ببصرى»[1]

1 صحیح بخاری:۷۱۱۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ حجاز کی سرزمین سے آگ نکلے گی جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔"

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"مدینہ منورہ میں ہمارے زمانے (۶۵۴ھ) میں حرۃ (میدان) کے پیچھے شہر کی مشرقی جانب سے آگ نکلی اور وہ آگ بہت بڑی تھی۔ تمام شام اور شہر والوں کے نزدیک اس کا علم تواتر سے ہے اور مجھے اس شخص نے اس آگ کے بارے میں بتایا ہے جو اہل مدینہ میں سے وہاں موجود تھا۔"

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"شیخ شہاب الدین ابو شامہ (جو اپنے زمانے میں شیخ المحدثین اور استاذ المورخین تھے) نے ذکر کیا ہے کہ (۶۵۴ھ میں) جمعہ کے دن جمادی الآخر کی پانچ تاریخ کو مدینہ منورہ کی بعض وادیوں میں ایسی آگ پھیلی ہوئی جس کی لمبائی چار فرسخ اور چوڑائی چار میل تھی۔ وہ چٹانوں پر بہہ رہی تھی یہاں تک کہ اس کی چٹانیں شیشے کی طرح ہو گئیں پھر وہ سیاہ کوئلے کی طرح ہو گئیں۔ اس کی روشنی میں لوگ رات کے وقت تیماء شہر (جو مدینہ منورہ کے شمال میں ۴۲۰ کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے) تک جاتے تھے اور یہ آگ ایک ماہ تک رہی۔ اہل مدینہ نے اسے یاد رکھا ہے اور اس کے بارے میں اشعار بھی کہے ہیں۔ یہ آگ اس آگ کے علاوہ ہے جو آخری زمانے میں نکلے گی، لوگوں کو جمع کرے گی، ان کے ساتھ رات گزارے گی، جہاں وہ رات گزاریں گے اور ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی، جہاں وہ قیلولہ کریں گے۔ اس مضمون کے دوسرے حصے میں قیامت کی بڑی نشانیوں میں اس کا ذکر ہو گا۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"وہ بات جو میرے لیے واضح ہوئی وہی ہے جسے قرطبی وغیرہ نے سمجھا ہے، لیکن وہ آگ جو لوگوں کو جمع کرے گی تو وہ دوسری آگ ہے۔"[1]

---

1 فتح الباری: ۱۳/۷۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برزنجی اس آگ کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"یہ آگ اس آگ کے علاوہ ہے جو آخری زمانے میں نکلے گی۔لوگوں کو ان کے محشر میں اکٹھا کرے گی، ان کے ساتھ رات گزارے گی اور قیلولہ کرے گی۔"[1]

۴. فتنے

اِلفتن فاء کے کسرہ اور تاء کے فتحہ کے ساتھ فتنة کی جمع ہے۔

ابن فارس کہتے ہیں:

"فا، تا، ن یہ حروفِ اصلی ہیں۔ ہفت اقسام صحیح ہیں جو آزمائش وامتحان پر دلالت کرتے ہیں۔"

ازہری فرماتے ہیں:

"کلام عرب میں فتنے کا بنیادی معنی آزمائش وامتحان ہے اس کی اصل اس قول سے ماخوذ ہے: فتنت الفضة والذهب یعنی میں نے سونے اور چاندی کو آگ میں پھینکا تاکہ ردی کی عمدہ سے تمیز ہو جائے۔ اسی سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ۝ ﴾[2]

"ہاں یہ وہ دن ہے کہ یہ آگ پر اُلٹے سیدھے پڑیں گے۔"

یعنی وہ آگ میں جلائے جائیں گے۔ اور کبھی لفظِ فتنہ قرآن کریم میں آزمائش وامتحان کے معنٰی میں بھی آیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ الٓمٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ ﴾[3]

"الٓمٓ ۔ کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، ہم اُنہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں

---

۱ الإشاعة لأشراط الساعة: ۹۴

۲ الذاریات:۱۳

۳ العنکبوت:۱تا۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور اُنہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں۔"

وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ وہ آزمائے نہ جائیں اور فتنہ کا معنٰی یعنی وہ اُمتیں جو ان سے پہلے تھیں، ہم نے ان کی آزمائش کی کہ جن کی طرف ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تو اُنہوں نے اسی طرح کہا جس طرح اے محمد ﷺ! تیری اُمت نے اپنے دشمنوں کے سامنے کہا اور ہم نے ان کو ان لوگوں پر قدرت دی جو ان کو ایذا دیتے تھے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام جب ہم نے ان کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا تو ہم نے ان کی فرعون اور ان کے سرداروں کے ساتھ آزمائش کی اور جس طرح عیسی علیہ السلام کو ہم نے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا تو ہم نے اس کے پیروکاروں کا اس کے نافرمانوں کے ساتھ امتحان لیا۔اسی طرح ہم نے (اے محمد ﷺ!) تیرے متبعین کی تیرے مخالف دشمنوں کے ساتھ آزمائش کی۔

جرجانی نے فتنہ کی تعریف اس طرح کی ہے:

"فتنہ وہ چیز ہے کہ جس کے ساتھ انسان کے لیے خیر وشر واضح ہو جائے۔کہا جاتا ہے: فتنت الذهب بالنار جب کہ تو سونے کو آگ میں جلادے تاکہ تو معلوم کرے کہ یہ خالص ہے یاملاوٹ شدہ ہے، اسی سے فتان ہے جو اس پتھر کو کہتے ہیں جس کے ساتھ سونے اور چاندی کو جانچا جاتا ہے، لیکن وہ فتنے کہ جن کے بارے نبی ﷺ نے اپنی احادیث میں خبر دی ہے کہ آپ کی اُمت عنقریب اس میں بہت زیادہ مبتلا ہو گی اور وہ فتنے ان پر بارش کے قطروں کی طرح بھیجے جائیں گے تو یہ امتحان وآزمائش کے قبیل سے ہے تاکہ خیر وشر اور اس سے تعلق کے حوالے سے انسان کی حالت واضح ہو جائے اور اس میں اہل لغت کے نزدیک بعض دوسرے معانی بھی مذکور ہیں: ۱. قتل ۲. اختلاف ۳. عذاب ۴. تغیر احوال وزمانہ"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"فتنے کا اصل معنی امتحان وآزمائش ہے، شرع میں یہ ناپسندیدہ چیز کے کشف کے امتحان میں مستعمل ہے۔کہا جاتا ہے:فتنت الذهب جب تو سونے کو آگ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ جانچ کرے تاکہ تو اس کی عمدگی دیکھے۔"

① مطلوب سے غفلت کے معنی میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾[1]

"تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں۔"

② دین سے پلٹنے پر مجبور کرنے کے معنی میں مستعمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾[2]

"بے شک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا۔"

اور یہ فتنہ، گمراہی، گناہ، کفر اور عذاب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ان تمام معانی کا اعتبار سیاق و قرائن سے ہو گا۔ بہت زیادہ صحیح نصوص دلالت کرتی ہیں کہ علاماتِ ساعہ میں سے کثرتِ ہرج بھی ہے اور وہ قتل، فساد، فتنوں کا ظہور، ان کا پھیلنا، شہروں میں ان فتنوں کا نازل ہونا، ان کی مصیبت اور ہولناکی کا بڑھنا ہے، یہاں تک کہ ان فتن کے شدتِ وقوع سے مسلمان آدمی شام کو کافر ہو گا اور صبح کو مؤمن ہو گا۔ صبح کو مؤمن ہو گا تو شام کو کافر ہو گا اور ایک فتنہ دوسرے کے پیچھے آئے گا تو مؤمن کہے گا یہ مجھے ہلاک کر دے گا، پھر وہ گزر جائے گا اور دوسرا ظاہر ہو گا تو وہ کہے گا یہی ہے مجھے ہلاک کرنے والا؛ جب تک کہ اللہ چاہے گا۔ پس زمانہ گزرتا جائے گا اور اس کے بعد شر ہو گا جیسے جیسے زمانہ اپنے اہل کے ساتھ طویل ہو گا اور ان سے بعید ہو گا تو فتنے مصائب کے لحاظ سے زیادہ سخت اور عظیم ہوں گے۔ جیسا کہ شریعت کی نصوص اس پر شاہد ہیں اور اس پر کئی حوادثات و واقعات بھی دلالت کرتے ہیں:

① حضرت زبیر بن عدی سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ہم انس بن مالک کے پاس آئے تو ہم نے حجاج سے ملنے والی تکالیف کی آپ سے شکایت کی تو آپ نے کہا: میں نے تمہارے نبی سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اصبروا فإنه لا يأتي عليكم زمان إلا الذي بعده شر منه حتى تلقوا ربكم»[1]

---

1 التغابن:۱۵

2 البروج:۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے، صبر کرو تم پر جو زمانہ گزرے گا، اس کے بعد اس سے بدتر زمانہ ہو گا یہاں تک کہ تم اپنے ربّ سے جا ملو۔“

② حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بلاشبہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«بادروا بالأعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنًا ويمسي كافرًا أو يمسي مؤمنًا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا»[2]

”تم نیک اعمال میں جلدی کرو، ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے۔ (اس وقت) آدمی صبح کو مؤمن ہو گا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہو گا اور صبح کو کافر، وہ اپنے دین کو دنیا کے فائدے کے بدلے فروخت کر دے گا۔“

③ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو ہم نے ایک جگہ قیام کیا، ہم میں سے کچھ لوگ خیمہ درست کر رہے تھے کچھ لوگ تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے اور کچھ لوگ اونٹ لے کر چراگاہ میں گئے تھے کہ اچانک اللہ کے رسول ﷺ نے منادی کی کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ پس ہم نبی کے پاس جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إنه لم يكن نبي قبلي إلا كان حقًا عليه أن يدل أمته على خير ما يعلمه لهم وينذرهم شر ما يعلمه لهم وإن أمتكم هذه جعل عافيتها في أولها وسيصيب آخرها بلاء وأمور تنكرونها وتجيء فتن فيرقق بعضها بعضًا، وتجيء الفتنة فيقول المؤمن: هذه مهلكتي ثم تنكشف فيجيء الفتنة فيقول المؤمن: هذه هذه فمن أحب أن يزحزح عن النار ويدخل الجنة فلتأته منيته وهو يؤمن بالله واليوم الآخر وليأت إلى الناس إلى يحب أن يوتى إليه»[3]

---

۱ صحیح بخاری: ۷۰۶۸
۲ صحیح مسلم: ۱۱۸
۳ ایضاً: ۱۸۴۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”مجھ سے پہلے جو بھی نبی گزرا، اس پر واجب تھا کہ اپنی اُمت کی خیر کی طرف راہنمائی کرے اور ان کو برائی سے روکے۔ اس اُمت کی عافیت اس کی ابتدا میں رکھی گئی ہے اور اس کے آخر میں لوگ آزمائش اور ناپسندیدہ اُمور کا سامنا کریں گے۔ کوئی فتنہ آئے گا تو اس کا بعض حصہ بعض حصے کو خوشنما بنا دے گا، پھر فتنہ آئے گا تو مؤمن کہے گا: یہ مجھے ہلاک کر دے گا، جب وہ گزر جائے گا تو مؤمن کہے گا کہ یہ میری ہلاکت کا باعث ہے۔ جو آدمی چاہتا ہے کہ وہ جہنم سے بچ جائے اور جنت میں داخل ہو تو پھر اس کی موت اس حال میں آنی چاہیے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے ایسا سلوک کرے جس کی توقع وہ اپنے لیے کرتا ہے۔“

نبی ﷺ نے مسلمانوں کی ایسے امر کی طرف توجہ فرمائی جو لوگوں کو ان فتنوں، برائیوں اور گناہوں سے محفوظ رکھے، لہٰذا آپ نے ان کو حکم دیا کہ ان فتنوں سے اللہ کی پناہ پکڑو، اعمالِ صالحہ میں جلدی، اللہ اور آخرت کے دن پر ایمانِ کامل اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنے کے ساتھ ان فتنہ سے دوری اختیار کرو۔

④ اس معنی میں نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

«تعوذوا بالله من الفتن ما ظهر منها وما بطن»[1]

”تم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔“

⑤ حضرت حذیفہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

" كان الناس يسألون رسول الله عن الخير وكنت أسأله عن الشر مخافة أن يدركني، فقلت: يا رسول الله! إنا كنا في جاهلية وشر، فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر؟ قال: «نعم» قلت: وهل بعد ذلك الشر من خير؟ قال: «نعم وفيه دخن» قلت: وما دخنه؟ قال: «قوم يهدون بغير هدى، تعرف منهم وتنكر» قلت: فهل بعد ذلك الخير من شر؟ قال: «نعم، دعاة إلى

[1] صحیح مسلم: ۲۸۶۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أبواب جهنم، من أجابهم إليها قذفوه فيها» قلت: يارسول الله صفهم لنا؟ قال: «هم من جلدتنا ويتكلمون بألسنتنا» قلت: فما تأمرني إن أدركني ذلك؟ قال: «تلزم جماعة المسلمين وإمامهم» قلت فإن لم يكن لهم جماعة ولا إمام؟ قال: «فاعتزل تلك الفرق كلهاولو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وأنت علىٰ ذلك»[1]

''لوگ نبی ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں شر کے بارے میں سوال کرتا، اس ڈر سے کہ میں اس میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ہم جاہلیت کے شر میں تھے تو اللہ تعالیٰ ہمارے پاس اسلام کی خیر لائے۔ کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں، میں نے کہا: پھر کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں لیکن اس میں کچھ خرابی ہے۔ میں نے کہا: کیا خرابی ہے؟ فرمایا: لوگ ہوں گے جو میری ہدایت کے علاوہ دوسری ہدایت حاصل کریں گے۔ تو ان میں سے کچھ چیزیں پہچانے گا اور کچھ کا انکار کرے گا۔ میں نے کہا: اس خیر کے بعد کوئی شر ہے؟ فرمایا: ہاں جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی کچھ صفات بیان فرمایئے؟ فرمایا: وہ ہمارے جیسے ہوں گے اور ہماری زبانوں کے ساتھ کلام کریں گے۔ میں نے کہا: اگر یہ وقت مجھ پر آجائے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور امام کو لازم پکڑو۔ میں نے کہا: اگر ان کی جماعت اور امام نہ ہو تو؟ فرمایا: ان تمام فرقوں سے الگ رہو اور تو کسی درخت کی جڑ کو مضبوطی سے پکڑ لے یہاں تک کہ تجھے موت آجائے اور تو اسی حال میں ہو۔''

اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ احادیث ہیں کہ جن کو اس جگہ لانا باعثِ طوالت ہو گا۔ یہ تمام احادیث اس امر عظیم پر دال ہیں جس سے نبی ﷺ نے متنبہ فرمایا اور اس کے انجام سے اپنی اُمت کو ڈرایا۔ ان کی اس امر کی طرف راہنمائی فرمائی جو لوگوں کو ان برائیوں اور

1 صحیح بخاری:۳۶۰۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہوں سے باز رکھے کہ وہ ان (فتن) سے پناہ طلب کریں اور ان سے دوری اختیار کریں، اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان کے ساتھ۔ آپ کے اوامر و نواہی کی اتباع کے ساتھ، اہل سنت والجماعت کے گروہ کو لازم پکڑنے کے ساتھ، اگرچہ وہ کمزور ہوں اور تعداد میں کم۔

۵. جھوٹے مدعیانِ نبوت دجالوں کا خروج

قیامت کی علامات اور نشانیوں میں سے جھوٹے دجالوں کا نکلنا ہے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اپنے سرکردہ قائد کے ساتھ فتنے کو ہوا دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان کی تعداد تیس (۳۰) کے قریب ہے، فرمایا:

① «لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون، کذابون قریبًا من ثلاثین کلهم یزعم أنه رسول الله»[1]

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس کے قریب جھوٹے دجال نکلیں گے ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔"

اس نشانی کا وقوع ثابت ہوا اور یہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ قدیم اور جدید زمانے میں بہت سے مدعیانِ نبوت نکلے اور یہ بعید نہیں کہ جھوٹے، کانے دجال کے ظاہر ہونے تک ابھی اور دجال ظاہر ہوں۔ ہم دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے ہیں!

② نبی مکرم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا، فرمایا:

«والله لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون کذابا آخرهم الأعور الکذاب»[2]

"بلاشبہ اللہ کی قسم قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے نکلیں گے ان میں سے آخری جھوٹا، کانا (دجال) ہوگا۔"

③ حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

---

۱ صحیح بخاری:۳۴۱۳

۲ مسند احمد:۱۶/۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين وحتى يعبدوا الأوثان وإنه سيكون في أمتي ثلاثون كذابون، كلهم يزعم أنه نبي، وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي»[1]

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری اُمت کے کچھ قبائل مشرکین سے مل جائیں گے اور وہ بتوں کی پوجا کریں گے اور بلاشبہ میری اُمت میں تیس جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

ماضی میں ان لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ظاہر ہوئی۔ نبی ﷺ کی آخر حیات میں اسود عنسی نے یمن میں دعوائے نبوت کیا۔ اس لحاظ سے یہ اسلام میں اللہ کے رسول ﷺ کے عہد میں پہلا ارتداد ہے۔ اسود عنسی کے جنگجو ساتھی بھی متحرک ہوئے اور وہ یمن کے تمام حصوں پر قابض ہوگئے۔ اس کے بعد نبی ﷺ کو اس واقعے کا علم ہوا تو آپ نے وہاں مسلمانوں کی طرف پیغام بھیجا جس میں آپ اُنہیں دشمنوں کے سامنے کھڑا ہونے اور ان سے لڑائی کرنے پر اُبھار رہے تھے تو مسلمانوں نے اس پر لبیک کہا اور اسی جگہ اسود کی بیوی کے تعاون سے اسے قتل کیا کہ جس سے اسود نے اس کے خاوند کے قتل کے بعد زبردستی شادی کرلی تھی، حالانکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والی تھی۔ اسود کے قتل ہونے سے اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور اُنہوں نے نبی ﷺ کو اس بارے خط لکھا۔ اس رات آسمان سے بھی آپ کو خبر آگئی تو آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خبر دی۔ اس جھوٹے نبی کے ظہور سے لے کر اس کے قتل تک تین ماہ کا عرصہ ہے اور ایک قول کے مطابق یہ وقفہ چار ماہ کا تھا۔

اور ان جھوٹے مدعیانِ نبوت میں سے طلیحہ بن خویلد اسدی ہے جو ۹ ہجری کو بنو اسد کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ یہ لوگ اسلام لائے اور اپنے شہروں کی طرف لوٹ گئے۔ طلیحہ نے نبی ﷺ کی حیات میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تو ضرار بن ازور اس کی طرف

---

1 جامع ترمذی: ۲۲۲۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متوجہ ہوئے جو کہ بنو اسد پر عامل تھے۔ اُنہوں نے لوگوں کو مرتد کے خلاف کھڑا ہونے کا حکم دیا، لہٰذا طلیحہ کی قوت کمزور ہو گئی اس کا مؤاخذہ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ بچا، پس اس پر تلوار چلائی گئی، لیکن تلوار نے اس پر کچھ اثر نہ کیا تو لوگوں کے درمیان یہ اس حیثیت سے مشہور ہوا کہ تلوار اس پر اثر نہیں کرتی، لہٰذا اس کی جمعیت زیادہ ہو گئی۔ نبی مکرم ﷺ کی وفات ہوئی اور یہ لوگ ابھی اسی روش پر قائم تھے۔ جب حضرت ابو بکر نے امر خلافت کا قلمدان سنبھالا تو خالد بن ولید کی قیادت میں اس کی طرف لشکر بھیجا۔ دونوں لشکروں کا ٹکراؤ ہوا۔ طلیحہ کا لشکر ہزیمت سے دوچار ہوا تو وہ اپنی بیوی کے ساتھ ملک شام کی طرف بھاگ گیا، پھر اس کے بعد وہ اسلام لے آیا اور اس کا اسلام بہتر ہو گیا۔ وہ مسلمانوں کے لشکر سے جاملا اور بڑی جانفشانی کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔

ان جھوٹے مدعیانِ نبوت میں سے مسیلمہ کذاب بھی ہے جو بنو حنیفہ کی جماعت کے ساتھ ہجری کے نویں سال وفد کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ وفد کے یمامہ جانے کے بعد یہ اللہ کا دشمن مرتد ہو گیا اور دعوائے نبوت کرتے ہوئے کہا: کہ میں اس معاملے میں اللہ کے رسول کے ساتھ شریک ہوں اور اس کا دعویٰ تھا کہ تاریکی میں اس کے پاس وحی آتی ہے اسکی طرف سیدنا ابو بکر نے خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل اور شرجبیل بن حسنہ کی سرپرستی میں لشکر بھیجا تو مسیلمہ نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا سامنا کیا، اس کے پاس چالیس ہزار جنگجو تھے۔ ان کے درمیان فیصلہ کن معرکہ ہوا جس میں مسیلمہ اور اسکے لشکر کو شکست ہوئی۔ مسیلمہ وحشی بن حرب کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حق کو غلبہ حاصل ہوا اور عَلَمِ توحید بلند ہوا۔

جھوٹے کذابین میں سے سجاح بنت حارث تغلبیہ بھی ہے، جو عرب کے عیسائیوں میں سے تھی۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کا دعوی کیا تو اس کی قوم اور غیر قوم سے بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ ارد گرد کے قبائل اس سے مل گئے حتی کہ یہ بنو تمیم تک پہنچ گئی اور ان سے معاہدہ کیا۔ اس نے پیش قدمی کو جاری رکھا یہاں تک کہ وہ یمامہ گئی اور وہاں مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں سے ملی۔ مسیلمہ سے شادی رچائی اور جب مسیلمہ کا قتل ہوا تو اپنے شہر واپس چلی گئی اور اپنی قوم بنی تغلب میں اقامت پذیر ہو گئی۔ اس کے بعد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اسلام لے آئی اور اس کا اسلام بہتر ہوا پھر وہ بصرہ منتقل ہوئی اور وہیں اس کی وفات ہوئی۔

تابعین اور مابعد کے زمانے میں مختار بن ابی عبید ثقفی کا ظہور ہوا جو اوّلاً شیعیت کے تعارف سے نمایاں ہوا تو شیعوں کی ایک بہت بڑی جماعت اس سے مل گئی تھی۔ یہ محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل تھا اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتا تھا اور دعویٰ کرتا تھا کہ جبریل اس پر نازل ہوتا ہے۔ یہ کوفہ اور اس کے گردونواح پر غالب آگیا۔ اس نے کوفہ میں ہر اس شخص کو قتل کر دیا کہ جس نے میدانِ کربلا میں سیدنا حسین بن علیؓ سے جنگ کی تھی۔ اس کے اور مصعب بن زبیرؓ کے درمیان متعدد معرکے بپا ہوئے۔ آخر ایک معرکے میں اسے شکست ہوئی اور مصعب کو غلبہ حاصل ہوا، لہٰذا مختار قتل ہو گیا اور مسلمانوں کو اس خبر سے خوشی ہوئی۔

ان جھوٹے مدعیانِ نبوت میں سے ایک حارث بن سعید کذاب ہے کہ جس نے دمشق میں زہد اور عبادت گزاری کے حوالے سے شہرت پائی اور پھر یہ دعویٰ کر دیا کہ وہ نبی ہے اور جب اسے علم ہوا کہ یہ خبر خلیفہ عبد الملک بن مروان تک پہنچ گئی ہے تو وہ چھپ گیا اور لوگ اس کے بارے نابلد ہو گئے۔ اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے اس کے ٹھکانے کو معلوم کر لیا اور حارث کی نبوت کا ظاہری اقرار کر لیا تاکہ اس پر قابو پا سکے۔ حارث نے حکم دے دیا کہ یہ آدمی جب بھی داخل ہونے کا ارادہ کرے اسے روکا نہ جائے۔ ازاں بعد یہ آدمی عبد الملک سے ملا اور اسے امر واقعہ کی خبر دے دی۔ عبد الملک نے اس کے ساتھ عجم سے ایک لشکر بھیجا جو اسے قید کر کے عبد الملک کے پاس لایا تو عبد الملک نے اہل علم وفقہ لوگوں کو حکم دیا کہ اسے وعظ کریں اور تعلیم دیں کہ اس کا یہ عمل شیطانی ہے۔ حارث نے ان کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ عبد الملک نے اس کے بعد اسے سولی پر چڑھا دیا۔

٦. چرواہوں کی بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں مقابلہ بازی

لونڈی کا اپنی مالک کو جنم دے گی اور برہنہ پا، برہنہ بدن اور بکریوں کے چرواہے (گڈریئے) بلند قامت امارتوں پر فخر کریں گے۔ یہ ہیں قیامت کی وہ نشانیاں جن کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے اور ان میں سے بعض ظاہر بھی ہو چکی ہیں جو درج ذیل ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① لونڈی کا اپنی مالکہ یا مالک کو جنم دینا

② لوگوں کا بلند قامت عمارتوں پر فخر کرنا

③ جھونپڑیوں میں زندگیاں گزارنے والے اونٹوں اور بکریوں کے چرواہوں کا اپنے گھروں کی تزیین وآرائش میں لگ جانا۔

مذکورہ علامات کی نشاندہی حدیثِ جبریل سے ہوتی ہے، جب جبریل نے حضور کی مجلس مبارک میں حاضر ہو کر اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کے متعلق دریافت فرمایا تھا۔ چنانچہ جبریل نے آپ سے قیامت کے ظہور کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اس مسئلہ میں مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا تو پھر جبریل امین علیہ السلام فرمانے لگے کہ اس کی نشانیوں سے ہی آگاہ کر دیجیے تو آپ نے فرمایا:

> "لونڈی مالکہ کو جنم دے گی، مزید یہ کہ تو دیکھے گا وہ لوگ جن کے پاس قدموں میں پہننے کے لیے جوتا نہیں، تن ڈھانپنے کے لیے پوشاک نہیں، آتش شکم سرد کرنے کے لیے نوالہ بھی میسر نہیں، وہ بلند وبالا اور رفیع قامت عمارتوں پر فخر کرنے لگیں گے۔"[1]

اس حدیث میں علاماتِ قیامت کے حوالے سے یہ جو بات ذکر کی گئی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حالات اور قدریں تبدیل ہو جائیں گی۔ تمام اُمور کی باگ دوڑ نا اہل لوگوں کے ہاتھ آجائے گی یا ہر کام اپنے غیر محل سے سرانجام پائے گا یعنی بیٹا آقا ہو گا جب کہ مائیں لونڈیاں ہو گی اور یہ ہو گا بھی اس وقت جب اسلام کی وسعت اطراف عالم میں ہو گی۔ لونڈیوں کی کثرت ہو گی اور لوگ اُنہیں محل سراؤں میں رکھیں گے جس کی وجہ سے ان کے ہاں اولادیں ہو گی۔ چنانچہ اس معنی میں آدمی اپنی ماں کا مالک ہو گا، کیونکہ ماں تو اس کے باپ کی لونڈی تھی اور باپ کی ملکیت تو اس کے اولاد (بیٹا، بیٹی) کی طرف لوٹتی ہے اور وہ باپ کے حسب ونسب میں شریک ہوتا ہے۔

---

1 صحیح مسلم: ۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح برہنہ پاؤں، برہنہ بدن گڈریوں سے مراد وہ جاہل اور ظالم لوگ ہیں جن کے مالدار ہونے کی وجہ سے اقدار بدل جائیں گی اور وہ لوگوں کے لیڈر بن بیٹھیں گے۔ بلند وبالا عمارتیں بنانے میں وہ فخر محسوس کریں گے بلکہ اسے وجہ فخر وغرور ٹھہرا کے اس میں مسابقت کرنے کی کوشش کریں گے۔ علامہ محمود تویجری فرماتے ہیں:

"عمارتوں میں فخر وغرور سے مراد ہے کہ کئی منزلہ اور سربفلک گھر تعمیر کریں گے۔ جو بڑے خوبصورت، مزین وآراستہ اور مضبوط بنیادوں والے ہوں گے۔ مزید یہ کہ بڑے وسیع اور کثیر المجلس ہوں گے۔ یہ سب کچھ ہمارے زمانے میں ہو رہا ہے جب سے برہنہ پا اور برہنہ بدن لوگوں کے پاس مال ودولت کی فراوانی اور دنیا کی فراوانی آئی ہے۔"

مذکورہ دو علاماتِ قیامت کے معنی ومفہوم کے تعین میں علما کے ہاں اختلاف ہے:

امام نووی فرماتے ہیں:

"حدیث کے یہ الفاظ یعنی 'لونڈی کا اپنے مالک یا مالکہ کو جنم دینا' تین طرح آئے ہیں:

① «أن تلد الأمة ربتها» لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔

② «أن تلد الأمة ربها» لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی یعنی مذکر کا ذکر ہے۔

③ «أن تلد الأمة بعلها» لونڈی اپنے شوہر کو جنم دے گی۔

اور ربها وربتها کا معنی ہے: سيدها ومالكها اور سيدتها ومالكتها یعنی اس کا آقا ومالک یا اس کی مالکہ۔ اکثر علما کا کہنا ہے کہ یہ اس بات کی خبر ہے کہ لونڈیوں اور ان کی اولادوں کی کثرت ہو جائے گی، لہٰذا اگر وہ لونڈی اپنے مالک کی وجہ سے بیٹا جنم دے گی تو وہ گویا اس کا بھی مالک ہی ہو گا، کیونکہ انسان کا مال اس کی اولاد کا ہی ہوتا ہے۔ اس حالت میں وہ بیٹے اپنے مال میں مالکوں جیسا ہی تصرف کریں گے خواہ باپ کی طرف سے اجازت ہو یا حالیہ وعرفی قرینہ کی وجہ سے۔

یہ بھی کہا گیا کہ اس کا مطلب ہے کہ لونڈیاں بادشاہوں کو جنم دیں گی۔ چنانچہ ماں بمنزلہ رعایا کے ہو گی اور بیٹا بشمول ماں کے اپنی رعیت یا عوام کا لیڈر ہو گا۔

اور یہ رائے بھی اپنائی گئی ہے کہ لوگوں کی اخلاقی حالت اتنی بگڑ جائے گی کہ مائیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثرت سے فروخت ہوں گی۔ تاجر یا خریدنے والوں کے ہاتھوں اس کثرت فروختگی کی وجہ سے بیٹا لاعلمی میں اپنی ماں خرید بیٹھے گا۔ ان مفاہیم کے علاوہ بھی چند مفاہیم نکالے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ تمام مفاہیم کمزور اور فاسد ہیں، اس لیے ہمیں ان سے تعرض نہیں کرنا چاہیے۔''[1]

علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''اگرچہ اس حدیث کے مفہوم میں سلف وخلف کے ہاں اختلاف ہے لیکن ابن التین فرماتے ہیں کہ اس میں سات طرح کے اقوال کا اختلاف ہے، لیکن وہ سب آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ میں ان کے مشترکہ مفاہیم چھوڑ کر ان کا خلاصہ بیان کروں تو وہ چار طرح کے اقوال ہوں گے جو درج ذیل ہیں:

① خطابی فرماتے ہیں: ''اسلام کی وسعت سے مراد اہل اسلام کا سرزمین شرک پر غلبہ ہے، ان کی اولادوں کو قید کرنا ہے۔ اس وقت جب کوئی شخص لونڈی کا مالک بن کر اس سے بچہ پیدا کرے گا تو وہ بچہ اس لونڈی کا مالک ہو گا، کیونکہ وہ اس کے مالک کا بیٹا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں: ''اکثر علمانے اگرچہ یہی رائے اپنائی ہے، لیکن مجھے اس رائے کو تسلیم کرنے میں تامل ہے، کیونکہ جب بات آپ نے فرمائی تھی یا اسلام کا آغاز تھا تو اس وقت بھی لونڈیاں مسلمانوں کے لیے بچے جنم دے رہیں تھیں جبکہ حدیث کا سیاق کلام ایسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو ابھی ہوئی نہیں بلکہ قربِ قیامت واقع ہونی ہے۔''

② دوسرا قول یہ ہے کہ مالکائیں ایسی ماؤں کو فروخت کریں گی جو اولاد والی ہوں گی۔ یہ کام اتنی کثرت سے ہو گا کہ بادشاہوں کی عادت بن جائے گی کہ وہ اولاد والی لونڈیاں خریدیں۔ ایسے ہی لاشعوری میں بیٹا اپنی ماں خریدے گا۔ واضح رہے کہ قیامت کے نزدیک یہ دو وجہ سے ہو گا:

ا۔ یا تو یہ جہالت کی بنیاد پر ہو گا کہ لوگوں کو یہ پتا ہی نہیں ہو گا کہ بچوں والی مائیں فروخت کرنا حرام ہے۔

1 شرح صحیح مسلم: ۱/۱۵۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ دوسرا یہ کہ (لوگ) احکام شرعیہ کی اہانت کرنے کی خاطر یوں کریں گے۔

③ تیسری رائے یہ ہے کہ یہاں قیامت سے پہلے حالات کی خرابی کی طرف اشارہ ہے۔ نووی فرماتے ہیں کہ اسے اولاد کو ماؤں کے ساتھ سلوک کا مفہوم متعین کرتے ہوئے اس پر محمول نہ کیا جائے کہ جائز بیٹا ہی اپنی ماں کو خریدے گا بلکہ ان کے علاوہ صورتوں میں بھی اسے متصور کیا جائے گا۔ وہ اس طرح کہ لونڈی "وطء شبهة" 'رفیق نکاح' یا 'زنا' کی وجہ سے ایک ایسے آزاد کو جنم دیتی ہے، ایسا آزاد جو کہ اس کے حقیقی مالک سے نہیں ہے۔ پھر لونڈی کو دونوں صورتوں میں جائز بیع کرتے ہوئے فروخت کر دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی اس کی فروختگی کا سلسلہ چلتا رہتا ہے حتی کہ اس کا بیٹا یا بیٹی اسے خرید لے گی۔

④ چوتھا قول: اولاد والدین کی بڑی نافرمان ہو جائے گی۔ بیٹا اپنی ماں کی توہین کرتے ہوئے ایسے پیش آئے گا جیسے مالک اپنی لونڈی سے پیش آتا ہے۔ اسے گالیاں دے گا، مارے گا اور خدمت لے گا۔ اسے مجازی طور پر مالک کہا گیا ہے یا پھر یہ مراد ہو گی کہ مربی کا ربّ بن جائے گا تو اس وقت اسے حقیقت پر محمول کیا جائے گا۔ اپنے عموم کے اعتبار سے یہ بہترین توجیہ ہے، کیونکہ حدیث اس بات کی وضاحت کر رہی ہے کہ حالات خراب ہو جائیں گے۔ معاملات اُلٹ پلٹ ہو جائیں گے اور مربیٰ (جس کی تربیت کی جاتی ہے)، خود وہ مربّی (تربیت کرنے والا) ہو جائے گا۔

باقی رہی یہ بات کہ لوگ عمارتوں پر فخر کریں گے تو وہ ہمارے زمانے میں ظاہر ہی ہے۔ لوگ کثرتِ مال کے سبب تزیین و آرائش کے ساتھ گھروں کو وسیع کرنے میں مسابقت کر رہے ہیں۔ حتی کہ فقیر و ضرورت مند لوگوں نے بھی کئی منزلہ گھر بنا لئے ہیں اور اس میں مسابقت بھی کر رہے ہیں۔

یہ تمام باتیں جن کی صادق و مصدوق نبی ﷺ نے خبر دی تھی، پوری ہو چکی ہیں جیسا کہ عمر بن خطابؓ کی حدیث سے واضح ہے اور عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت میں بھی آتا ہے کہ جبریلؑ نے آپ سے کہا کہ مجھے قیامت کے متعلق بتایئے، وہ کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سبحان اللہ پانچ باتوں کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، ہاں اگر تو چاہتا ہے تو میں قیامت کی علامتیں تیرے سامنے بیان کرتا ہوں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: ہاں یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے بیان کر دیجیے، تو آپ نے فرمایا: جب تو دیکھے کہ لونڈی نے اپنی مالکہ یا مالک کو جنم دیا ہے اور تو دیکھے کہ بکریوں کے چرواہے عمارتیں بنانے میں فخر محسوس کر رہے ہیں اور تو دیکھے کہ بھوکے، برہنہ پا اور برہنہ بدن لوگ عوام کے لیڈر بن گئے ہیں تو سمجھ لینا کہ یہی قیامت کی علامتوں اور نشانیوں میں سے ہے۔ جبریل نے دریافت کیا: یارسول اللہ بکریوں کے چرواہے، برہنہ پا و بدن سے کون لوگ مراد ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد 'عرب' ہیں۔"[1]

امام قرطبی فرماتے ہیں:

"اس سے مقصود حالات کی تبدیلی ہے یعنی بدوؤں کے ہاتھ زمامِ حکومت آجائے گی تو وہ ملکوں پر قہر وجبر کے ساتھ قبضہ کریں گے جس کی وجہ سے ان کے ہاں مال کی فراوانی ہو جائے گی اور مضبوط عمارتیں بنائیں گے پھر ان پر فخر کرنے میں اپنی ہمتیں صرف کریں گے۔ یقیناً اپنی زمانے میں ہم نے اس چیز کا مشاہدہ کیا ہے۔"[2]

ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں:

"حدیث میں علاماتِ قیامت کے حوالے سے جو باتیں ذکر کی گئی ہیں ان کا مطلب ہے کہ معاملات نااہل لوگوں کو سپرد کر دیئے جائیں گے جیسے کہ آپ نے اس شخص کے لیے فرمایا تھا جس نے قیامت کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"جب کام نااہل لوگوں کو سپرد کر دیئے جائیں تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔"[3]

چنانچہ جب برہنہ پا و بدن اور گڈریے لوگوں کے لیڈر بن جائیں — واضح رہے کہ یہی لوگ جاہل وظالم ہیں— اور مالدار عمارتوں میں فخر کریں تو یہی چیز دین ودنیا کے نظام کو خراب کرنے والی ہے۔"[4] حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

---

١ مسند احمد:٣٢٢/٤،.... حافظ احمد شاکر کہتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔
٢ فتح الباری:١٢٣/١
٣ صحیح بخاری:٥٩
٤ جامع العلوم والحکم:٣٦

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عمارتوں میں فخر سے مراد ہے کہ ہر کوئی جب عمارت بنانے کا ارادہ کرے گا تو وہ چاہے گا کہ میری عمارت دوسرے سے زیادہ بلند ہو یا پھر یہ کہ عمارتوں کے نقش ونگار اور تزیین وآرائش میں فخر کریں یا اس سے بھی زیادہ عام معنیٰ مراد ہو۔"

۷. علم کا اُٹھ جانا اور جہالت کا عام ہو جانا

قیامت کی جن نشانیوں کے بارے میں آپ نے بتلایا ہے، ان میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی۔ چنانچہ ابو موسیٰ اور عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"بلاشبہ قیامت سے پہلے چند دن ایسے بھی آئیں گے جن میں علم اُٹھ جائے گا، جہالت اُتر پڑے گی اور اس میں قتل وفساد کثرت سے ہو گا۔"[1]

سیدنا انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک علم کا اُٹھا لیا جانا، جہالت کا عام ہو جانا، شراب پیا جانا اور زنا عام ہو جانا، قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔"[2]

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا:

"وہ وقت قریب آرہا ہے جب عمل کم ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور قتل وفساد بہت زیادہ ہو گا۔"[3]

ابن العربی فرماتے ہیں:

"مشائخ کا کہنا ہے کہ علم اُٹھ جانے سے مراد ہے، علم کا وجود دلوں سے مٹ جائے، علم ہم سے پہلوں کے پاس تھا، پھر ہمارے سپرد کیا گیا۔ اب ہمارے اندر علما کی موت سے علم اُٹھ جائے گا۔"

بعض علما کا کہنا ہے کہ علم کے اُٹھ جانے سے مراد ہے بے عملی، چنانچہ لوگ قرآن حفظ تو

---

۱ صحیح بخاری: ۷۰۶۶

۲ ایضاً: ۶۸۰۸

۳ ایضاً: ۷۰۶۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے لیکن اس پر عمل نہیں کریں گے۔ میرے نزدیک تین طریقوں سے علم ختم ہوگا:

① ایک آدمی گناہ کا ارتکاب کرے گا، چنانچہ اس کے گناہوں کی وجہ سے اس سے علم ختم ہو جائے گا۔

② ایک آدمی قرآن کی قراءت کرے گا اور اس پر عمل نہیں کرے گا۔

③ ایک عالم فوت ہوگا اس حال میں کہ اسکے علم سے کسی نے بھی کوئی نفع نہیں اُٹھایا ہوگا۔

امام قرطبی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم قلیل ہو جائے گا اور جہالت کثیر ہو جائے گی۔ چنانچہ قلتِ علم اور کثرتِ جہل تمام ممالک میں عام ہے۔ فرماتے ہیں میرے نزدیک علم کا اُٹھ جانا اور اس کی قلت سے مراد ہے کہ علم کے مطابق علم چھوڑ دینا۔"[1]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"یہ بھی کہا گیا ہے کہ نقصِ علم سے مراد ہے کہ پوری دنیا کو نسیان لاحق کر دیا جائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نقصِ علم سے مراد علما کی موت ہے۔ چنانچہ جب کوئی عالم فوت ہوگا تو اس کا جانشین نہیں پیدا ہوگا۔ اس طرح جن جگہوں سے علما اُٹھ جائیں گے وہاں سے علم بھی اٹھ جائے گا۔"[2]

رفع علم اور کثرتِ جہالت کے بارے میں جتنی احادیث بھی آئی ہیں ان سے مراد ہے کہ علما فوت ہو جائیں گے، صرف جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے۔ لوگ انہیں لیڈر بنائیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"بے شک اللہ تعالیٰ علم کو براہ راست نہیں اٹھالے گا بلکہ وہ علما کو قبض کرنے کے ساتھ علم قبض کرے گا۔ روئے زمین پر کوئی بھی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جہلا کو اپنا

---

١ التذکرۃ: ص ۷۴۸، ۷۴۹

٢ فتح الباری: ۱۳/۱۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیڈر بنائیں گے۔ ان سے سوال کریں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے چنانچہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور اُنہیں بھی گمراہ کریں گے۔"[1]

ابو امامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر اونٹ پر فضل بن عباسؓ کے پیچھے سوار تھے، کھڑے ہوگئے اور فرمایا:

"اے لوگو! علم قبض اور اُٹھ جانے سے سے پہلے لے لو۔" چنانچہ اللہ نے فرمایا:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴾[2]

امامہ ابو باہلی فرماتے ہیں:

"جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم آپ سے زیادہ سوال کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہمارے پاس ایک اعرابی آیا ہم نے اسے ایک چادر رشوت میں دی، اس نے پگڑی باندھ لی، میں نے اس کے دائیں جانب لٹکائے ہوئے پگڑی کے کپڑے کا حاشیہ بھی دیکھا۔ پھر ہم نے اسے کہا آپ سے سوال کر۔ چنانچہ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! علم کیسے اٹھالیا جائے گا جبکہ مصاحف ہمارے پاس ہیں، ان سے ہم خود بھی سیکھتے ہیں اپنے بچوں، عورتوں اور خادموں کو سکھلاتے ہیں؟ آپ نے اپنا سر مبارک اٹھاتے ہوئے فرمایا: تیری ماں تجھے گم پائے۔ یہ یہود و نصاریٰ ہیں، کیا ان کے پاس مصاحف نہیں ہیں، اس کے باوجود ان کے انبیا جو لے کر آئے تھے اس میں ایک حرف سے بھی ان کا تعلق نہیں، خبردار علم چلے جانے سے مراد علما کا چلا جانا ہے۔"[3]

امام نووی فرماتے ہیں کہ

"عبداللہ بن عمرو کی گذشتہ حدیث کے حوالے سے مراد یہ نہیں کہ حفاظ کے سینے سے مٹ جائے گا بلکہ اس سے مراد ہے کہ علما چل بسیں گے۔ لوگ جہلا کو لیڈر

---

۱ صحیح بخاری:۱۰۰

۲ المائدۃ:۱۰۱

۳ مسند احمد:۵/۲۶۶؛ سنن دارمی (۱/۶۸) مختصر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنالیں گے وہ جہالت کے ساتھ فیصلے کریں گے چنانچہ وہ خود بھی گمراہ ہوں اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔''[1]

آج سے پہلے آپ نے یہ بات کہی تھی، وہ ہمارے وقت پر کیسے صادق آرہی ہے۔ ابن بطال فرماتے ہیں:

''اس حدیث پر مشتمل قیامت کی جتنی علامات بیان کی گئیں ہیں، وہ سب خاص طور پر ہم نے اپنے زمانے میں دیکھ لی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ علم کم ہوگیا ہے اور جہالت عام ہوگئی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں بخیلی بڑھ گئی ہے، فتنے عام ہوگئے ہیں اور قتل وغارت کثرت سے ہونے لگی ہے۔''[2]

اسی وجہ سے سلف طلبِ علم پر اُبھارتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

''علم قبض ہونے سے پہلے لازمی حاصل کرو اور اس کا قبض ہونا علما کا چلے جانا ہے، تم پر عمل کرنا لازم ہے۔ بلاشبہ تمہارا کوئی ایک نہیں جانتا کہ کب وہ اس کا محتاج ہو جائے، لہٰذا تم پر علم حاصل کرنا لازم ہے، ہاں کنہ وکرید سے بچ جاؤ۔''[3]

سیدنا ابو درداؓ فرماتے ہیں:

''مجھے افسوس ہے کہ علما جارہے ہیں اور تمہارے جہلا 'علم' سیکھتے ہی نہیں۔ لوگو! علم اُٹھ جانے سے پہلے سیکھ لو، کیونکہ علم علما کے چلے جانے سے اٹھ جاتا ہے۔''[4]

اس بات کا کلی مصداق ہمارے زمانے میں ظاہر ہوگیا ہے۔ چنانچہ علم صرف تھوڑے سے لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل

نوٹ: علم کے اٹھائے جانے سے مراد دینی اور شرعی علم کا اُٹھ جانا ہے، جیسا کہ آج ہمارے زمانے میں ہوا ہے۔ جہاں تک دنیوی یا سائنسی علوم کی بات ہے تو اس میں روز بروز ترقی ہورہی ہے اور دنیوی مفادات سے متعلقہ علوم میں بہت سا اضافہ ہوچکا ہے۔

---

۱ شرح مسلم از امام نووی: ۱۶/ ۲۲۴

۲ سیر اعلام النبلاء: ۱۸/ ۴۷، شذرات الذہب: ۳/ ۲۸۳

۳ سنن الدارمی: ۱/ ۶۸

۴ سنن الدارمی: ۱/ ۶۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸. جانور اور جمادات کا انسان کے ساتھ کلام کرنا

قیامت کی جن نشانیوں کے بارے آپ نے اطلاع دی ہے، ان میں سے یہ بھی ہے کہ جانور انسانوں سے کلام کریں گے۔ آدمی کی ران بتائے گی کہ اس کی بیوی سے اس کی عدم موجودگی میں کس نے بات کی ہے۔

جوتوں اور کوڑے (چابک) کا بات کرنا: ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آپ صبح کی نماز پڑھا کر لوگوں سے متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا:

''بنی اسرائیل میں ایک آدمی بازار میں گائے ہانک رہا تھا جب وہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارا تو گائے کہنے لگی، ہم ان کاموں کے لیے پیدا نہیں کی گئیں ہم تو صرف کھیتی کے لیے پیدا کی گئیں ہیں۔ لوگوں نے یہ حال دیکھ کر کہا: سبحان اللہ گائے بھی باتیں کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔ حالاں کہ ابو بکرؓ و عمرؓ وہاں نہ تھے۔ پھر فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک آدمی اپنی بکریوں میں تھا، اچانک ایک بھیڑیے نے ان پر چھلانگ لگائی اور ایک بکری اُچک کر لے گیا۔ یہ آدمی اسے بھیڑیے کے پیچھے گیا حتیٰ کہ بھیڑیے کے منہ سے بکری چھین لی۔ تو بھیڑیا کہنے لگا: اے شخص آج تو نے اسے مجھ سے چھڑا لیا ہے۔ (قیامت کے قریب) درندوں کے دن اس کی کون حفاظت کرے گا۔ جب میرے علاوہ اس کا کوئی محافظ نہیں ہو گا۔ لوگ یہ سن کر تعجب سے کہنے لگے۔ سبحان اللہ! بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں، ابو بکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔ حالاں کہ ابو بکرؓ و عمرؓ وہاں نہ تھے۔''[1]

ابو سعید فرماتے ہیں:

''بھیڑیے نے بکری پر چھلانگ لگا کر اسے اُچک لیا تو چرواہا اسے بچا لے گا۔ پھر بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا۔[2] اور کہنے لگا کیا تو اللہ سے ڈرتا نہیں؟ اللہ نے جو مجھے رزق دیا ہے تو مجھ سے چھینتا ہے۔ آدمی کہنے لگا: تعجب ہے بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ کر انسانوں

۱ صحیح بخاری: ۳۴۷۱

۲ حدیث میں بیٹھنے کے الفاظ (اقعٰی) آئے ہیں جس کا معنی ہے پچھلی ٹانگیں زمین پر پھیلا کر سرین پر بیٹھنا اور اگلی ٹانگیں کھڑی کرنا۔ چنانچہ عربی میں کہتے ہیں: اقعی الکلب ونحوہ کتے وغیرہ کا پچھلی ٹانگوں کو زمین پر پھیلا کر سرین پر بیٹھنا اور اگلی ٹانگوں کو کھڑا کرنا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح کلام کرتا ہے۔ تو پھر بھیڑیا کہنے لگا: کیا اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات کی میں تجھے خبر نہ دوں؟ اور وہ یہ کہ محمدؐ یثربی اس بارے میں لوگوں کو پہلے ہی آگاہ کر چکے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ایک دفعہ ایک چرواہا اپنی بکریاں ہانکتا ہوا مدینہ داخل ہوا۔ وہ انہیں مدینہ کے کسی گوشے میں لے گیا۔ اسی دوران آپ نے حکم دیا تو باجماعت نماز کی منادی ہوئی۔ پھر آپ نکلے اور چرواہے سے کہا کہ انہیں بتاؤ تو اس نے بتادیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اس نے سچ بولا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک درندے انسانوں سے کلام نہیں کریں گے اور جب تک آدمی کے جوتے کا تسمہ، چابک کا کنارہ بات نہیں کرے گا اور آدمی کی ران اسے خبر دے گی کہ اسکی بیوی نے اس کے بعد باتیں کی ہیں۔"[1]

قرطبی فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں نیچریوں، زنادقہ اور ملحدین کے انکار کی تردید ہے، کیونکہ نظم کلام، ہیبت ورعب[2] پر دلالت نہیں کر رہا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا ہے:" وہ جمادات وحیوانات کے بارے میں جو اس خالق رحمان نے مقدر فرمایا ہے، اس میں سے جب چاہے پیدا فرما سکتا ہے اور جس چیز کو چاہے پیدا فرما سکتا ہے، کیونکہ خلف وسلف میں سے جو عقائد کے ماہرین ہیں ان کی وہی رائے ہے جو کئی اَحادیث میں آئی ہے یعنی حجر و شجر جیسے عمومی طور پر اس کے فرمانبردار ہیں ایسے ہی نطق وکلام میں بھی اس کی مشیت کے تابع ہیں۔ چنانچہ ابن دحیہ کلبی[3] نے بھی روایت کیا ہے۔ صحیحین میں باتفاق علما گائے اور بھیڑیے والی حدیث سے ثابت ہے کہ وہ دونوں قربِ قیامت کلام کریں گے۔"[4]

---

۱ مسند احمد: ۳/ ۸۳، ۸۴

۲ مذکورہ گروہوں کے نزدیک حدیث میں مذکور الفاظ کے مجازی معنی مراد ہیں، یعنی جانور وجمادات حقیقت میں کلام نہیں کریں گے بلکہ مراد ہیبت ورعب ہے، جب کہ اس حدیث میں اس کی واضح تردید ہے۔

۳ ابو خطاب عمر بن حسن علی جمیل کلبی دانی، علامہ محدث کبار علما اور مشہور فضلاء میں شمار ہوتا ہے۔ حدیث، نحو، لغت، تاریخ عرب اور عربی اشعار کے ماہر تھے۔ متوفی ۶۳۳ھ

۴ سیر اعلام النبلاء: ۲۲/ ۳۸۹۔ ۳۹۴؛ شذرات الذهب: ۵/ ۱۶۰؛ مزید دیکھیے التذکرة في أحوال الموتى

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تمام اَحادیث جو کہ علاماتِ قیامت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں اگرچہ خوارقِ عادت کی قبیل سے ہیں لیکن ان پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا واجب ہے، کیونکہ بطریق صحیح ثابت ہیں۔

9. قطع رحمی، بری ہمسائیگی اور فسادات کا عام ہو جانا

آپ کو جن علاماتِ قیامت کے بارے میں مطلع کیا گیا ہے، ان میں قطع رحمی، بری ہمسائیگی اور فواحش وفسادات کا عام ہونا بھی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت اس بارے میں رہنمائی کرتی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"قیامت اس وقت ہی آئے گی جب فواحش ومنکرات اور قطع رحمی وبری ہمسائیگی عام ہو جائے گی۔"[1]

جس بات کی آپ نے اطلاع دی تھی وہ پوری ہو چکی۔ چنانچہ ہم اپنی آنکھوں سے آج لوگوں کے درمیان فسادات، قطع رحمی اور ہمسائیگی کا برا سلوک دیکھ رہے ہیں۔ محبت کی جگہ بغض ونفرت نے لے لی ہے۔ آج پڑوسی، پڑوسی کو پہچانتا ہی نہیں، عزیز واقارب ایک دوسرے کی موت وحیات سے بے خبر ہیں۔ ان کے باہمی رویوں پر ہم حسبنا اللہ ونعم الوکیل ہی کہہ سکتے ہیں۔ جب کہ قرآن وسنت میں قطع رحمی پر بڑی تنبیہ کی گئی اور اسے جنت سے محرومی ودوری کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے:

"اب کیا تم لوگوں سے اسکے سوا کچھ اور توقع کی جاسکتی ہے کہ اگر تم الٹے منہ پھر گئے تو زمین میں پھر فساد برپا کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹو گے۔"[2]

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: "قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔"[3]

انس بن مالک کی حدیث میں تو آپ ﷺ نے صلہ رحمی پر اُبھارا ہے اور اسے طولِ عمر، کثرتِ رزق اور اللہ کی رضا کا سبب کہا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

وأمور الآخرۃ: ۴۳۶ے

1 مسند احمد: ۱۰/۲۶ تا ۳۱ے
2 سورہ محمد: ۲۲،۲۳
3 صحیح بخاری: ۲۱۷ے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو رزق میں وسعت چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔"[1]

کتاب وسنت کے کئی دلائل تنگ دستوں سے احسان، اکرام اور انہیں تکلیف نہ دینے پر دلالت کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے اور ان لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، احسان کا معاملہ رکھو۔"[2]

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں دیتا۔"[3]

اور مزید فرمایا کہ "پڑوسیوں کے بارے میں جبریل علیہ السلام نے مجھے اتنی بار وصیت کی کہ میں سمجھنے لگا کہ شاید وہ وراثت میں شریک ہو گا۔"[4]

شریح روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ پوچھا گیا: کون یارسول اللہ! فرمایا: جس کا پڑوسی اس کی اذیتوں سے محفوظ نہیں ہے۔"[5]

۱۰. زلزلوں کی کثرت، خسف، قذف اور مسخ کا ظاہر ہونا

قیامت کی نشانیوں اور علامات جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں اِن میں سے یہ بھی ہے کہ زلزلے کثرت سے آئیں گے۔ خسف[6]، قذف[1] اور مسخ[2] کا ظہور ہو گا۔

---

۱ ایضاً: ۵۹۸۳

۲ سورۃ النساء: ۳۶

۳ صحیح بخاری: ۲۰۱۸

۴ ایضاً: ۲۰۱۴

۵ ایضاً: ۲۰۱۶

٦ مراد زمین کا دھنسنا جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ﴾ (القصص: ۸۱؛ لسان العرب: ۹/ ٦٧)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں:

"شمالی، مشرقی اور کئی مغربی ممالک میں بہت زیادہ زلزلے آچکے ہیں لیکن اَحادیث میں جو وارد ہوا ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد زلزلوں کی کثرت میں ہیشگی اور پوری زمین کو شامل ہونا ہے۔"[3]

مذکورہ علامات کے بارے میں درج ذیل اَحادیث وارد ہیں:

① حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ علم قبض کرلیا جائے اور زلزلوں کی کثرت ہو جائے۔"[4]

② سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس اُمت کے آخر میں خسف، قذف اور مسخ ہوگا۔ فرماتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے اور ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! جب خباثت عام ہو جائے گی۔"[2]

③ عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس اُمت میں خسف، مسخ اور قذف ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کب ہوگا۔ فرمایا: جب آلاتِ موسیقی اور مغنّیات کی کثرت ہو جائے گی۔ مزید یہ کہ شراب پینا عام ہو جائے گا۔"[5]

④ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

1 تیر، کنکر، کلام اور ہر چیز کے پھینکنے کو قذف کہتے ہیں۔ (لسان العرب: ۹/۲۷۷)

2 شکل وصورت کے پہلے سے زیادہ بدتر صورت میں تبدیل ہو جانے کو مسخ کہتے ہیں۔ مسخ کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن العربی نے کہا ہے کہ یہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے حقیقت پر محمول کیا جائے جیسا کہ گذشتہ اُمتوں میں ہو چکا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اخلاقیات کی طرف اشارہ ہو۔ ابن حجر کا کہنا ہے کہ پہلا معنی سیاقِ کلام کے زیادہ مناسب ہے۔

3 فتح الباری: ۱۳/۸۷

4 جامع ترمذی: ۷/۱۹۴

5 ایضاً: ۲۲۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب فے کو دولت، امانت کو غنیمت، زکاۃ کو قرض سمجھ لیا جائے گا، جب دین کے علاوہ تعلیم حاصل کی جائے گی، جب آدمی اپنی بیوی کی فرمانبرداری اور ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست سے قربت، باپ سے دوری اختیار کرے گا، مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی، جب قبیلہ کا سردار اُن میں سب سے زیادہ فاسق شخص ہو گا، ان میں سے ذلیل ترین قوم کا قائد ہو گا، جب آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے گی، مغنّیات اور آلاتِ موسیقی ظاہر ہو جائیں گے، جب شراب پی جائے گی، جب اس اُمت کے بعد والے پہلوں پر لعنت بھیجیں گے تو اُس وقت سرخ آندھی، زلزلہ، خسف، مسخ اور قذف کا انتظار کرو۔"[1]

⑤ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک خسف، مسخ اور قذف زنادقہ اور اہل قدر[2] میں ہو گا۔"

چنانچہ نافع سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

"اسی دوران ہم عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا، اس نے کہا: فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ وہ آدمی اہل شام سے تھا۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا: مجھے پتہ چلا ہے اس نے ایک بدعت ایجاد کی ہے، اگر اس طرح ہے تو اسے ملے تو میری طرف سے اسے سلام نہ بھیجنا کیونکہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

"بلاشبہ عنقریب اس اُمت میں مسخ، قذف ہو گا اور وہ زنادقہ اور قدریہ میں ہو گا۔"[3]"

یہ تمام سابقہ اَحادیث جن میں خسف، مسخ اور قذف کا ذکر کیا گیا ہے اور نافرمانوں میں سازندوں والے شرابیوں کے لئے سخت وعید آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا اِن سزاؤں کے ساتھ تعاقب کریں گے یا ان میں سے بعض کا تعاقب کریں گے۔ جیسے جیسے علاماتِ قیامت کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آتا جائے گا ان کے گناہ اور نافرمانیاں زیادہ ہوتی جائیں گی کیونکہ قیامت اللہ کی بدتر مخلوق پر قائم ہونی ہے۔ واللہ اعلم

۱ جامع ترمذی: ۲۲۱۱

۲ "تقدیر کا انکار کرنے والے کہ انسان اپنے اقوال وافعال میں خود مختار ہے۔"

۳ مسند احمد: ۹/۸۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریر: شیخ صالح الفوزان
ترجمہ: شیخ عبد اللہ ناصر رحمانی[1]

دوستی اور دشمنی کا اسلامی معیار

الوَلاء والبَراء یعنی دوستی اور دشمنی، محبت اور نفرت کے شرعی تقاضے کیا ہیں اور اس کی کیا حدود ہیں؟ اسلامی عقیدہ کا یہ مسئلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے، اسے صحیح طور پر سمجھنا اور پھر اعتقاداً و عملاً اس کا صحیح حق ادا کر دینا ایمان کی تکمیل کرتا ہے، جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے:

«من أحب لله وأبغض لله وأعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان»

دوستی، دشمنی، محبت اور نفرت یہ سب عبادات ہیں اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی سے دوستی یا محبت کا رشتہ قائم کرنا ہے تو اللہ کے لیے، اور دشمنی اور نفرت کا مظاہرہ کرنا ہے تو وہ بھی اللہ کے لیے، بس یہی اس مسئلہ کی مرکزیت ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أوثق عرى الإيمان: الموالاة في الله والمعاداة في الله والحب في الله والبغض في الله»[2]

"ایمان کا سب سے مضبوط کنڈہ اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی ہے اور اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت کرنا ہے۔"

یاد رکھیے، عقیدہ 'الولاء والبراء' ایمان کا سب سے مضبوط کنڈہ ہے، بلکہ صحت و قبولِ ایمان کی بنیادی شرط ہے، اس عقیدہ کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں خلل یا اضطراب نواقضِ ایمان میں شمار ہوتا ہے۔ ولاء اور براء اگرچہ دونوں قلبی اعمال ہیں، لیکن ان دونوں کا مظہر بندے کے ظاہری اعمال و تصرفات ہیں، کچھ ظاہری علامات ہیں جن سے ولاء یعنی مؤمنین سے اُلفت و محبت اور براء یعنی کفار و مشرکین سے نفرت و عداوت کا اظہار ہوتا ہے، ان صورتوں اور علامات کا تفصیلی بیان اس تحریر میں موجود ہے۔

1 امیر جمعیت اہل حدیث، سندھ ... مدیر مکتبہ عبد اللہ بن سلام، کراچی
2 رواہ الطبرانی و صححہ الالبانی، الجامع الصغیر: ۲۵۳۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولاء و براء سے مراد

شیخ عبد اللطیف بن حسن آلِ شیخ فرماتے ہیں:

فالولاء للمؤمنين يكون بمحبتهم لإيمانهم ونصرتهم والنصح لهم والدعاء لهم والسلام عليهم وزيارة مريضهم وتشييع ميتهم وأعانتهم والرحمة بهم وغير ذلك. والبراء من الكفار تكون ببغضهم دينا، ومفارقتهم وعدم الركون إليهم أو الإعجاب بهم والحذر من التشبه بهم وتحقيق مخالفتهم شرعًا وجهادهم بالمال واللسان والسنان ونحو ذلك من مقتضيات العداوة في الله.

"مؤمنین سے ولاء کی علامات یہ ہیں کہ ان سے ان کے مؤمن ہونے کی وجہ سے محبت کی جائے، ان کی نصرت کی جائے، ان کے ساتھ خیر خواہانہ رویہ روا رکھا جائے، اُن کے لیے دعائیں کی جائیں، ملاقات پر اُنہیں سلام کہا جائے، بیمار ہوں تو عیادت کی جائے، فوت ہونے پر جنازہ میں شرکت کی جائے، بوقتِ ضرورت اعانت کی جائے اور شفقت ومحبت کا برتاؤ کیا جائے۔ وغیرہ

جبکہ کفار سے براءت کی علامات یہ ہیں کہ ان کے ناپاک و نجس دین کی وجہ سے ان سے بغض رکھا جائے، ان سے علیحدگی اختیار کی جائے، ان کی طرف کسی قسم کا قلبی جھکاؤ اور میلان نہ ہو، نہ ہی ان کے کسی کارنامے پر خوش ہوا جائے، ان سے کسی بھی قسم کا تشبہ اختیار کرنے سے یکسر گریز کیا جائے بلکہ شریعت نے جن چیزوں میں ان کی مخالفت اختیار کرنے کی تلقین کی ہے، ان میں پوری شد و مد کے ساتھ ان کی مخالفت کی جائے۔ (حسبِ موقع) ان سے مال، زبان اور تلوار کے ساتھ جہاد کیا جائے، اسی طرح دیگر بہت سے ایسے اُمور ہیں جو ان کے ساتھ اظہارِ عداوت کے مقتضی ہیں۔"

برادرانِ اسلام! ولاء یا براء کے مظہر ان علامات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے کردار کا جائزہ لیجئے، یہ بڑا ضروری اور متعین امر ہے، کیونکہ ولاء وبراء کا عقیدہ ایمان کا سب مضبوط کنڈہ ہے اور ہر بندے کے لیے ایک کڑا امتحان ہے۔ بالخصوص وہ لوگ اپنے ایمان کی سلامتی کی فکر کریں جو بلادِ کفر کو بلادِ اسلام پر بڑے فخریہ انداز سے ترجیح دیتے ہیں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ خصائل ایمان کے مقابلہ میں خصائل کفر (جو در حقیقت رزائل ہیں) کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں، یا کفار کے ایجنٹ اور آلہ کار بن کر بلادِ اسلام میں فساد برپا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور مسلمانوں کی بربادی اور ہلاکت کی منصوبہ کرنے کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اپنی سائنسی مہارات و ایجادات سے کفار کو فائدہ پہنچارہے ہیں بلکہ وسائل حرب وضرب ایجاد کرکے اُنہیں کفار کے سپرد کردیتے ہیں تاکہ وہ اُنہیں مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں۔ مسلمانوں کی ہلاکت کے سلسلہ میں کفار کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے ہیں بلکہ ان پر حملہ کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔

اسی طرح بعض مسلمان بلادِ کفار کی نیشنلٹی حاصل کرکے اپنی پوری زندگی وہاں گزار دیتے ہیں اور یہ پوری زندگی ان کے تمام قوانین کی پیروی کرتے ہوئے بسر کردیتے ہیں، حتیٰ کہ ہم نے بعض مسلمانوں کو اپنے تجارتی مراکز میں صلیب تک فروخت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون.... اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کیجئے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَٱلْكُفَّارَ أَوْلِيَآءَ ۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴾[1]

''مسلمانو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں (خواہ) وہ ان میں سے ہوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے یا کفار ہوں۔ اگر تم مؤمن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔''

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے بعد ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت اور اس کے دشمنوں کے ساتھ عداوت و نفرت قائم کی جائے۔ چنانچہ عقیدہ اسلامیہ جن قواعد پر قائم ہے، ان میں سے ایک عظیم الشان قاعدہ یہ ہے کہ اس پاکیزہ عقیدے کو قبول کرنے والا ہر مسلمان اس عقیدے کے ماننے والوں سے دوستی اور نہ ماننے والوں سے عداوت قائم و بحال رکھے اور یہ شرعی فریضہ ہے کہ ہر صاحبِ توحید سے محبت کرے اور اس کے ساتھ دوستی کا رشتہ استوار رکھے، اسی طرح ہر شرک کرنے والے سے بغض رکھے اور اس کے ساتھ عداوت کی راہ پر قائم رہے۔

① سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کا یہی اُسوہ حسنہ ہمارے لیے بطورِ خاص قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے اور ہمیں ملتِ ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

---

1 المائدۃ:۵۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ﴾[1]

"تحقیق تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقا میں ایک اچھا نمونہ ہے، جب اُنہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے ہو، ان سب سے بے تعلق اور ناراض ہیں۔ ہم تمہاری اس روش کا انکار کرتے ہیں اور جب تک تم ایک اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک پر ایمان نہیں لے آتے، ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض قائم رہے گا۔"

② محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی بھی یہی تعلیم ہے۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾[2]

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں اُنہیں دوست بنائے گا وہ بلاشبہ اُنہی میں سے ہو گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

③ یہ آیتِ مبارکہ بطورِ خاص اہل کتاب سے دوستی و تعلق قائم کرنے کی حرمت و ممانعت پر دلیل ہے۔ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر ہر قسم کے کافروں سے دوستی قائم کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ مثلاً:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾[3]

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست مت بناؤ۔"

④ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو ایسے کفار کی دوستی بھی مسلمانوں پر حرام قرار دے دی ہے، جو خونی رشتے اور نسب کے اعتبار سے انتہائی قریب ہوں۔ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

---

۱ الممتحنہ:۴

۲ المائدۃ:۵۱

۳ الممتحنہ:۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کرتے ہیں، تو ان سے دوستی مت رکھو اور تم میں سے جو بھی ایسوں سے دوستی رکھیں گے وہ یقیناً ظالم ہیں۔"[1]

⑤ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾[2]

"جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، انہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والا نہیں پاؤ گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہو، خواہ وہ ان کے (ماں) باپ، اولاد، (بہن) بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔"

آج اس عظیم شرعی قاعدہ سے بہت سے لوگ غافل اور نا آشنا ہیں۔ حتیٰ کہ میں نے تو ایک عرب ریڈیو سے ایک ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو عالم اور داعی سمجھتا ہے، یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ نصاریٰ ہمارے بھائی ہیں جبکہ یہ بات انتہائی خطرناک ہے۔

برادرانِ اسلام! جس طرح اللہ تعالیٰ نے کفار اور عقیدہ اسلامیہ کے دشمنوں کی دوستی کو حرام قرار دیا ہے، اسی طرح ان کے مقابل مسلمانوں (مؤمنوں) سے دوستی قائم کرنے اور محبت رکھنے کو واجب قرار دیا ہے۔

⑥ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾[3]

"تمہارے دوست تو صرف اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور مؤمن لوگ ہی ہیں، جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع کرنے والے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مؤمنوں سے دوستی کرے گا (تو وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہے) اور اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب ہو کر رہنے والی ہے۔"

⑦ دوسرے مقام پر فرمایا:

---

۱ التوبۃ:۸
۲ المجادلۃ:۲۲
۳ المائدۃ:۵۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ﴾[1]

"(محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر بہت سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔"

⑧ نیز فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾[2]

"بے شک مؤمن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

ثابت ہوا کہ دین اور عقیدے کا تعلق اس قدر مضبوط اور مستحکم ہے کہ اس نے تمام اہل ایمان کو اخوت اور بھائی چارے کے انتہائی پاکیزہ رشتے سے منسلک کر دیا ہے، خواہ ان کے حسب ونسب، قوم ووطن، ذات وبرادری اور زمان ومکان میں کتنی ہی دوری اور تفاوت ہو۔

⑨ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[3]

"اور ان کے لیے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے، کہ جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں گناہ معاف فرما اور مؤمنوں کے واسطے ہمارے دلوں میں کینہ (بغض) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے ربّ! بے شک تو بڑا شفقت کرنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔"

لہٰذا تمام مومن اوّل تا آخر زمان ومکان کی دوریوں سے بالکل بے نیاز اور بالاتر آپس میں رشتہ اخوت سے منسلک ہیں، ایک دوسرے سے محبت کرتے، بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی اقتدا کرتے اور ایک دوسرے کیلئے دعائیں مانگتے اور استغفار کرتے رہتے ہیں۔

کفار سے محبت کی علامات

دوستی اور دشمنی کی ان حدود کی تذکرے کے بعد یاد رہنا چاہیے کہ اسلام میں دوستی اور دشمنی کی بڑی واضح علامات بیان کی گئی ہیں۔ ان علامات کو پیش نظر رکھ کر ہر شخص اپنے آپ کو تول سکتا ہیں کہ وہ کس قدر اسلام کے دوستی اور دشمنی کے معیار پر پورا اتر رہا ہے؟

اوّلاً: ان اُمور کو بیان کرتے ہیں جو کفار سے دوستی اور محبت کی دلیل ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱ الفتح:۲۹
۲ الحجرات:۱۰
۳ الحشر:۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① لباس وگفتار کی تقلید: ہم اپنے لباس وگفتار میں جس قوم کی نقل کریں گے تو گویا ان سے اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں، کیونکہ لباس وگفتار وغیرہ میں کسی قوم کی تشبیہ ان سے محبت ہی کی دلیل ہوتی ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا:

«من تشبه بقوم فهو منهم»[1]

”جو کسی قوم کی نقالی کرے گا، وہ اُنہی میں سے شمار ہوگا۔“

لہٰذا کفار کی وہ عادات، عبادات، اخلاق اور طور طریقے جو ان کا خاصہ بن چکے ہیں، میں ان کی تشبیہ اختیار کرنا حرام ہے۔ مثلاً داڑھی منڈوانا، لمبی مونچھیں رکھنا، بلاضرورت ان کی زبان بولنا، لباس میں نقل کرنا اور کھانے پینے میں ان کے طور طریقے اختیار کرنا وغیرہ۔

② ان کے علاقوں میں اِقامت اختیار کرنا: یعنی کفار کے علاقوں میں مستقل اقامت اختیار کرلینا اور مسلمانوں کے علاقوں میں سکونت پذیر ہونے سے گریز کرنا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ حالانکہ محض اپنے دین کے تحفظ کے خاطر کفار کے علاقوں سے بچ نکلنا اور مسلمانوں کی سرزمین میں سکونت اختیار کرنا شریعت کا تقاضا ہے۔ بلکہ اس عظیم الشان مقصد کے حصول کے لیے ہجرت کرنا ہر مسلمان پر شرعی فریضہ ہے، کیونکہ سرزمین کفر میں سکونت پذیر ہونا کفار سے محبت کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک مسلمان کا، اگر وہ ہجرت پر قادر ہو، کفار کے درمیان رہنا حرام قرار دیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا﴾[2]

”جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں، کہ تم کس حال میں تھے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز وناتواں

---

۱ سنن ابوداؤد: ۴۰۳۱

۲ النساء: ۹۷ تا ۹۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ راستہ جانتے ہیں، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسوں کو معاف کر دے، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالا ہے اور بخشنے والا ہے۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ سرزمین کفر میں سکونت پذیر ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر قابل قبول نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ کمزور ہیں اور ہجرت کی طاقت نہیں رکھتے، اُنہیں کچھ چھوٹ ہے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی ناقابل گرفت ہیں جن کے سرزمین کفر میں رہنے میں کوئی دینی مصلحت ہو۔ مثلاً ان علاقوں میں دعوت الی اللہ اور اسلام کی نشر واشاعت کا کام کر رہے ہیں بلکہ یہ تو عظیم جہاد ہے!

③ محض تفریح کی خاطر کفار کے علاقوں کا سفر اختیار کرنا: کفار کے علاقوں کا سفر کرنا ناجائز ہے اِلا یہ کہ کوئی شدید ضرورت ہو۔ مثلاً علاج یا تجارت کی غرض سے یا ایسے مفید قسم کے مضامین کی تعلیم کی خاطر جن کا حصول اس سفر کے بغیر ممکن نہ ہو، تو ان حالات میں کفار کے علاقوں میں بقدرِ ضرورت سفر کر کے جانا جائز ہے اور جب ضرورت پوری ہو جائے تو فوری طور پر اپنے علاقوں کی طرف لوٹنا واجب ہے۔

لیکن اس سفر کے جائز ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ سفر کرنے والے پر اپنے دین اسلام کا رنگ غالب ہو۔ شر اور فساد کے مقامات سے دور اور متنفر ہو، دشمن کے مکر و فریب سے چوکنا اور محتاط ہو۔ اسی طرح کفار کے علاقوں کی طرف دعوت الی اللہ اور تبلیغ اسلام کی خاطر سفر کرنا جائز بلکہ بعض حالات میں واجب ہے۔

④ مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد کرنا اور ان کا دفاع کرنا: یہ بھی کفار سے محبت کی علامت ہے بلکہ یہ فعل قبیح تو انسان کو یکسر اسلام کی دولت سے ہی محروم کر دیتا ہے اور اسے مرتد بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ ہم اس مرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

کفار کی مدد چاہنا اور ان پر اعتماد کرنا اور انہیں مسلمانوں کے خفیہ رازوں سے متعلق عہدوں پر فائز کرنا اور انہیں اپنا ہمراز یا مشیر بنانا؛ یہ سب ان کی محبت کی علامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّواْ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ ٱلْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَٰهِهِمْ وَمَا تُخْفِى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا... ﴾[1]

''مؤمنو! کسی غیر مذہب کے آدمی کو اپنا رازداں نہ بناؤ، یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔ دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہو، حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے، اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور پھر جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ (بدبختو!) اپنے غصہ ہی میں مر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔ اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو ان کو بُری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو وہ خوش ہوتے ہیں....''

ان آیاتِ کریمہ نے واضح کر دیا کہ کفار کے دلوں میں مسلمانوں کے لیے کس قدر کینہ اور بغض چھپا ہوا ہے۔ وہ مسلمانوں کے خلاف مکر و خیانت کی کیا کیا تدبیریں اور پالیسیاں مرتب کرتے رہتے ہیں۔ ہر حیلہ اور وسیلہ بروئے کار لا کر مسلمانوں کو مبتلائے پریشانی رکھنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ مکر و فریب سے مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد ان کی مضرت و تذلیل کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے

''میں نے عمرؓ فاروق کو بتایا کہ میرے پاس ایک عیسائی کاتب ہے تو امیر المؤمنین نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برباد کرے۔ عیسائی کاتب رکھنے کی کیا سوجھی کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں)۔ تم نے کوئی مسلمان کاتب کیوں نہ رکھا؟ میں نے کہا: امیر المؤمنین اس کا دین اس کے لیے ہے، مجھے تو اپنی کتابت چاہیے۔ فرمایا:

1 آل عمران:۱۱۸تا۱۲۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل ورسوا کر دیا ہے میں اُنہیں عزت و کرامت نہیں دے سکتا اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہم سے دور کر دیا، میں انہیں اپنے سے قریب نہیں کر سکتا۔"[1]

صحیح مسلم میں حدیثِ نبوی ہے کہ

رسول ﷺ غزوہ بدر کے لیے نکلے تو ایک مشرک آدمی بھی ساتھ ہو لیا اور حرہ مقام پر ملاقات کرتے ہوئے اس نے آپ ﷺ سے جنگ میں شرکت کی خواہش ظاہر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟" اس نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا: "تم واپس لوٹ جاؤ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیا کرتے۔"

ان دلائل سے پتہ چلا کہ مسلمانوں کے امور سے متعلق کفار کو کسی منصب پر فائز کرنا حرام ہے، کیونکہ وہ اس طرح مسلمانوں کے حالات اور خفیہ بھید بڑی آسانی سے حاصل کر لیں گے اور نتیجتاً ان کی ضرر رسانی کا سامان تیار کرنے کی سازشیں کرنے لگیں گے۔[2]

آج کل کفار کو مسلمانوں کی سرزمینوں، حتیٰ کہ حجاز مقدس میں مزدور، کاریگر، ڈرائیور یا خدمت گار کے طور پر لایا جاتا ہے اور وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے علاقوں میں مخلوط زندگی بسر کر رہے ہیں بلکہ گھروں میں انہیں اتالیق و مربی کی حیثیت سے رکھا جا رہا ہے اور وہ مسلمانوں کے خاندانوں کے ساتھ مخلوط زندگی گزار رہے ہیں۔ آج کے دور میں یہ روش حرمت اور انجام کار کی تباہی کے اعتبار سے سابقہ روش سے کوئی مختلف نہیں ہے۔

⑤ کفار کے ہاں مروّجہ تاریخ کو اپنانا: یعنی جو تاریخ بلادِ کفر میں رائج ہے، اسے اختیار کر لینا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ پھر خاص طور پر ایسی تاریخ جو ان کی کسی مناسبت یا عید کی ترجمانی کر رہی ہو، مثلاً عیسوی کیلنڈر وغیرہ۔

عیسوی کیلنڈر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی یادگار کے طور پر ہے، یہ تاریخ عیسائیوں نے خود اختراع کی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے اس تاریخ کا کوئی تعلق نہیں ہے، لہٰذا اس تاریخ کا رواج و استعمال، ان کے اشعار اور عید کو زندہ کرنے میں ان کے ساتھ شرکت کے مترادف ہے۔

امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ کے عہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسلمانوں کے لیے تاریخ مقرر

---

1 بیہقی: ۱۰/ ۱۲۷
2 صحیح مسلم: ۱۸۱۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کفار کی مروّجہ تمام تاریخوں کو ٹھکرا کر رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کی تاریخ مقرر کر دی۔ اس سے ثابت ہوا کہ تاریخ کے تقرر اور اس قسم کے دیگر کفار کے خصائص میں ان کی مخالفت کرنا ایک شرعی فریضہ ہے۔

⑥ **کفار کے تہواروں میں شرکت:** کفار کے تہواروں میں شرکت کرنا یا ان کے تہواروں کے انعقاد میں ان کے ساتھ تعاون کرنا یا ان کے تہواروں کی مناسبت سے اُنھیں مبارک بادی پیغامات بھیجنا، یہ سب ان سے دوستی اور محبت کے نشانات ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات میں ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾[1] ''کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔''

جس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ رحمٰن کے نیک بندے کفار کے تہواروں اور ان کی عیدوں میں حاضر نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس فرمانِ الٰہی میں الزور (یعنی جھوٹ) پر مبنی ایسی محفلوں میں شریک ہونا بھی شامل ہے جو بدعت پر قائم ہیں، اس قسم کی محفلیں کذب کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے دین کے مخالف اور معاند ہیں اور قطعی طور پر دین کے مفاد میں نہیں۔

⑦ **کفار کی مدح سرائی اور ان کی تہذیب وتمدن کی تعریف وتشہیر:** یعنی کفار کی مدح سرائی اور ان کی تہذیب وتمدن کی تعریف وتوصیف اور ان کے عقائد باطلہ اور سرکشی وطغیانی سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کے ظاہری اخلاق اور دنیوی تجربات سے خوش ہونا، یہ سب ان کی محبت اور علامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ﴾[2]

''اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے، تاکہ ان کی آزمائش کریں، ان پر نگاہ نہ کرنا اور تمہارے پروردگار کی عطا فرمائی ہوئی روزی بہت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔''

لیکن اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ مسلمان اپنی قوت اور استحکام کے اسباب ہی چھوڑ کر بیٹھ جائیں بلکہ ان کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مختلف صنعتوں کی تعلیم حاصل کریں،

---

۱ الفرقان:۷۲

۲ طٰہٰ:۱۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتصادیات کو مستحکم کرنے والی جائز راہیں اپنائیں اور دورِ حاضر کے تقاضوں کے ہم آہنگ عسکری اور حربی اسالیب کی تعلیم حاصل کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ﴾[1]

"جس قدر طاقت ہو (تیر اندازی وغیرہ سیکھ کر) کفار کے مقابلے میں تیار رہو۔"

کائنات کے یہ تمام وسائل اور ان کے منافع در حقیقت مسلمانوں ہی کے لیے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾[2]

"پوچھو کہ جو زینت و آرائش اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں، ان کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان لانے والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن خالص انہی کا حصہ ہوں گی۔"

اور فرمایا: ﴿ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ﴾[3]

"اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کو اپنے حکم سے تمہارے ہی واسطے مسخر کیا ہے۔"

نیز فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ﴾[4]

"اور اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے سب کا سب تمہارے ہی واسطے پیدا کیا ہے۔"

تو پھر یہ ضروری ٹھہرا کہ مسلمان ان منفعتوں اور قوتوں کے حصول میں سب سے آگے ہوں اور کفار کو یہ چیزیں حاصل کرنے کا موقع فراہم نہ کریں۔ یہ تمام کارخانے، فیکٹریاں مسلمانوں ہی کا حق اوّلین ہے، جس کے لئے اُنہیں محنت کرنا ہو گی۔

⑧ **کفار کے مشابہ نام رکھنا:** بعض مسلمان اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے ایسے نام رکھتے ہیں جو مسلمانوں نے نہیں رکھے ہوتے۔ اسی طرح اپنے آباؤ واجداد کے نام، یا ایسے نام جو ان کے

---

۱ الانفال:۶۰

۲ الاعراف:۳۲

۳ الجاثیہ:۱۳

۴ البقرۃ:۲۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں معروف ہوتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول ﷺ نے فرمایا:

«خیر الاسماء عبداللہ و عبدالرحمٰن»[1]

"بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔"

ناموں کی اس تبدیلی کے مرض کے عام ہونے کی وجہ سے باقاعدہ پوری ایسی مسلمان نسلیں وجود میں آگئیں، جو مغربی ناموں کی حامل ہیں۔ نتیجتاً سابقہ نسلوں سے رشتہ وناطہ توڑ بیٹھیں اور ایسے خاندانوں سے تعارف کا سلسلہ بھی مفقود ہو گیا، جنھوں نے اپنے مخصوص اسلامی ناموں کو اپنائے رکھا۔

⑨ کفار کے حق میں دعا کرنا: کفار کے حق میں مغفرت ورحمت کی دعا کرنا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے اور فرمایا:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾[2]

"نبی (ﷺ) اور وہ لوگ جو ایمان لائے، کو لائق نہیں، کہ جن پر ظاہر ہو گیا ہو کہ مشرکین اہل دوزخ ہیں تو ان کے لیے بخشش مانگیں۔ خود وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔"

اس دعا کی حرمت کی وجہ بالکل ظاہر ہے، اور وہ یہ کہ دعا کرنا ان سے محبت کی نشانی ہے۔ نیز یہ ظاہر کرتی ہے کہ مشرکین بھی صحیح عقیدے پر قائم ہیں۔ حالانکہ شرک اور مشرک نجس اور پلید ہیں۔

مؤمنوں سے محبت کی علامات

بہت سے اُمور ہیں جو مسلمانوں سے محبت کی علامتیں ہیں، ان میں بعض درج ذیل ہیں:

① سرزمین کفر کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں کی طرف منتقل ہونا: ہجرت کا معنی ہے کہ اپنے دین کی سلامتی اور تحفظ کی خاطر کفار کی سرزمین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں میں منتقل ہو جانا۔ ایسی ہجرت جس میں یہ عظیم الشان مقصد کارفرما ہو، تا قیامت باقی ہے اور واجب بھی۔

---

1 السلسلة الصحيحة: ۱۰۴۰

2 التوبة: ۱۱۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے ہر اس شخص سے براءت اور ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے جو مشرکین کے درمیان مقیم ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان پر کفار کی سرزمین میں رہنا حرام ہے، اِلا یہ کہ وہ ہجرت کی طاقت نہ رکھتا ہو یا پھر اس کے سرزمین کفر میں رہنے کی کوئی دینی مصلحت ہو۔ مثلاً دعوت الی اللہ یا تبلیغ دین وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا﴾[1]

"جو لوگ اپنے جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں، کہ تم کس حال میں تھے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز وناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا، کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی راستے جانتے ہیں، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسوں کو معاف کر دے، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے۔"

② مسلمانوں کے ساتھ حسن تعاون: مسلمانوں کی مدد اور ان کی دینی و دنیاوی ضروریات میں جان و مال اور زبان کے ساتھ معاونت بھی ان سے محبت کی ایک نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾[2]

"اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں..."

اور فرمایا: ﴿وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ﴾[3]

"اور اگر وہ تم سے دین میں مدد طلب کریں تو تم پر ان کی مدد کرنا واجب ہے، اِلا یہ کہ وہ ایسی قوم کے خلاف مدد طلب کریں جس کا تمہارے ساتھ کوئی معاہدہ ہے۔"

---

۱ النساء: ۹۷ تا ۹۹
۲ التوبۃ: ۷۱
۳ الانفال: ۷۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ مسلمانوں کی تکلیف پر غمزدہ ہونا اور ان کی خوشی پر خوش ہونا: یہ بھی باہم محبت اور اُلفت کی ایک زبردست نشانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مثل المسلمين في توادهم وتعاطفهم وتراحمهم كمثل الجسد إذا اشتكىٰ منه عضو تداعىٰ له سائر الجسد بالحمى والسهر»

"باہمی اُلفت و محبت اور دوستی و شفقت کے لحاظ سے مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جس کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بخار زدہ اور بیدار رہ کر اس تکلیف کا اظہار کرتا ہے۔"[1]

ایک دوسرے حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک مومن دوسرے مؤمن کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے، جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے یہ مثال سمجھائی۔"[2]

④ جذبہ خیر خواہی: مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی، ان کے لیے ہر قسم کی بھلائی چاہنا اور ہر قسم کی دھوکہ دہی اور مکر و فریب سے گریز کرنا بھی ان کے ساتھ محبت کی علامت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه»[3]

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرنے لگے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

نیز فرمایا: «المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره، بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم. كل المسلم علىٰ المسلم حرام دمه وماله وعرضه»[4]

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے اور نہ ذلیل کرتا ہے۔ کسی آدمی کے بُرا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ

۱ مسند احمد: ۴/۲۷۴
۲ صحیح بخاری: ۲۴۴۶
۳ صحیح بخاری: ۱۳
۴ صحیح مسلم: ۲۵۶۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔"

ایک اور حدیث میں فرمایا: «لا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابروا ولا يبع بعضكم على بيع بعض وكونوا عباد الله إخوانا»[1]

"ایک دوسرے کے سودے کو بگاڑنے کی کوشش نہ کرو، آپس میں بغض نہ کرو باہمی دشمنی نہ کرو، اور ایک دوسرے کے سودے پر اپنا سودا قائم کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔"

⑤ عزت و احترام کی فضا: مسلم معاشرہ میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کا احترام اور عزت و توقیر بجالانا، نیز تذلیل و توہین اور عیب جوئی سے گریز کرنا باہمی محبت کی واضح دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَٰبِ ۖ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَٰنِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا۟ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴾[2]

"مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ہی ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد بُرا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تم ضرور نفرت کرو گے، (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرر کھو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

⑥ ہر حال میں وفاداری: مسلمانوں سے محبت اور دوستی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہر حال میں

---

۱ مسند احمد: ۲/۲۷۷

۲ الحجرات: ۱۲،۱۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ساتھ رہے خواہ تنگی ہو یا آسانی، سختی ہو یا نرمی، صرف آسانی اور نرمی کی حالت میں ساتھ دینا اور سختی اور تکلیف کی حالت میں ساتھ چھوڑ دینا تو منافقین کا شیوہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِلَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْۤا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِیْنَ نَصِیْبٌ ۙ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَیْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِیْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا ﴾[1]

"جو تم کو دیکھتے رہتے ہیں، اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو فتح نصیب ہو تو ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے اور تم کو مسلمانوں (کے ہاتھوں) سے بچایا نہیں۔ تو اللہ تم میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور اللہ کافروں کو مؤمنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔"

⑦ زیارتوں اور ملاقاتوں کا تسلسل: مسلمانوں کا ایک دوسرے کی زیارت کرتے رہنا، ملاقات کی چاہت رکھنا، اور مل جل کر بیٹھنے کا شوق رکھنا بھی باہمی محبت کی دلیل ہے۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

«وجبت محبتي للمتزاورين في... وفي حديث آخر... أن رجلا زار أخا له في الله فأرصد الله علىٰ مدرجته ملكا، فسأله أين تريد؟ قال أزور أخا لي في الله. قال: هل لك عليه من نعمة تربها عليه؟ قال: لا غير أني أحببته في الله. قال: فإني رسول الله إليك بأن الله قد أحبك كما أحببته فيه»[2]

"محض میری رضا کی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لیے نکلا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا جو اس کا انتظار کر رہا تھا (جب وہ شخص وہاں پہنچا) تو اس فرشتے نے سوال کیا، کہاں جانا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے

١ النساء:١٤١
٢ صحیح الترغیب للالبانی:٣٠١٨، السلسلۃ الصحیحۃ:١٠٤٤

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بھائی کو ملنے جارہا ہوں۔ فرشتے نے کہا: کیا تمہارا کوئی اس پر احسان ہے، جس کا بدلہ وصول کرنے جارہے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ میں صرف اس سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں، تو اس فرشتے نے کہا: میں تمہاری طرف اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا نمائندہ ہوں اور یہ بتانے آیا ہوں کہ جس طرح تم نے اپنے اس بھائی سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگا ہے۔"

⑧ باہمی حقوق کا احترام: حقوق کا احترام بھی محبت میں اضافہ کا موجب ہے، چنانچہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید پر اپنی خرید نہیں لگاتا اور نہ ہی اس کی بولی پر بولی لگاتا ہے۔ نہ اس کی منگنی پر اپنی منگنی کا پیغام بھیجتا ہے۔ الغرض جس مباح کام پر جو سبقت لے جائے، دوسرا اس کے آڑے نہیں آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خبردار کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے۔ نہ اس کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام بھجوائے۔"[1]

ایک اور روایت میں ہے کہ نہ اس کی لگائی ہوئی قیمت پر اپنی قیمت لگائے۔[2]

⑨ کمزور کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ: یہ مشفقانہ حسن سلوک بھی باہمی محبت کی علامت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «ليس منا من لم يوقر كبيرنا و يرحم صغيرنا»[3]

"جو ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں۔"

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«هل تنصرون وترزقون إلا بضعفائكم»[4]

"تمہیں صرف تمہارے کمزور لوگوں کی بدولت رزق بھی دیا جاتا ہے اور مدد بھی کی جاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ﴾[5]

---

1 صحیح بخاری: ۲۰۳۳
2 صحیح مسلم: ۱۴۰۸
3 سنن ترمذی: ۱۹۱۹
4 صحیح الجامع الصغیر: ۲۰۳۵
5 الکہف: ۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں، ان کے ساتھ صبر کرتے رہو، اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں کہ تم آرائش زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ۔"

⑩ دعائے خیر: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لیے دعا کرنا اور استغفار چاہنا بھی باہمی محبت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾[1]

"اپنے گناہوں اور تمام مؤمن مرد اور عورتوں کے لیے مغفرت طلب کر۔"

اور اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر مؤمنین کی اسی دعا کا ذکر فرمایا ہے:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾[2]

"اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان تمام بھائیوں کو بھی بخش دے جو بحالت ایمان ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔"

نوٹ: قرآن حکیم کی ایک آیت سے کچھ لوگوں کو ایک غلط فہمی ہو سکتی ہے، جس کا ازالہ ضروری ہے، وہ آیت یہ ہے: ﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾[3]

"جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا، ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے غلط فہمی کی بنا پر کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں بعض کفار سے دوستی اور محبت قائم کرنے کا حکم ملتا ہے۔

حالانکہ یہ مفہوم غلط ہے۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کفار میں سے جو شخص مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے باز آجائے، نہ تو ان سے جنگ کریں اور نہ ہی انہیں ان کے گھروں سے نکالیں تو مسلمان اس کے مقابلے میں عدل و احسان کے ساتھ دنیوی معاملات میں مکافاتِ عمل اور حسن سلوک کا مظاہرہ کریں، نہ کہ ان سے دلی محبت اور دوستی کا رشتہ استوار کریں۔

---

۱ محمد:۱۹
۲ الحشر:۱۰
۳ الممتحنة:۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو گویا یہاں حکم نیکی اور احسان کا ہے، نہ کہ دوستی اور محبت کا، اس کی ایک اور مثال:

﴿ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ٞ وَّ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾[1]

"اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے کہ جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں، تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں! دنیا کے (کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے، اس کے رستے پر چلنا۔"

اسماءؓ کی والدہ جو کافرہ تھیں، ان کے پاس آئیں اور ان سے ماں ہونے کے ناطے صلہ رحمی کی متقاضی ہوئیں تو اسماء رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تب آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔" حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ ﴾[2]

"ایسے لوگ تمہیں نہیں ملیں گے جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی بھی رکھتے ہوں، خواہ ان کے باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی مکافات اور صلہ رحمی اور شے ہے اور قلبی محبت اور دوستی بالکل دوسری شے ہے۔ بلکہ اس صلہ رحمی اور حسن معاملہ میں کفار کو اسلام کی طرف راغب کرنے کا پہلو رکھا گیا ہے اور یہ چیز دعوتِ دین کے اسالیب میں سے ہے، جب کہ محبت اور دوستی کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ محبت اور دوستی تو یہ ظاہر کرتی ہے کہ کافر اپنے کفر پر صحیح ہے اور ہم اس سے راضی ہیں کیونکہ ایسا شخص اس کافر کو اسلام کی دعوت نہیں دے پاتا۔

یہاں یہ بات واضح طور پر سمجھ لینی چاہیے کہ کفار سے دوستی اور محبت کے حرام ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ ان کے ساتھ دنیوی معاملات کرنا بھی حرام ہیں، نہیں۔ دنیاوی معاملات کئے

۱ لقمان:۱۵

۲ المجادلہ:۲۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاسکتے ہیں، مثلاً جائز قسم کی تجارت کرنا، ان سے سامان اور مفید قسم کی مصنوعات منگوانا اور ان کی ایجادات سے فائدہ اُٹھانا وغیرہ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بار راستے کی رہنمائی کے لیے ابن اریقط لیثی نامی کافر کو اُجرت پر لیا تھا۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ بعض یہودیوں سے قرضہ لینا بھی ثابت ہے۔

مسلمان ہمیشہ سے کفار سے مختلف مصنوعات اور سامان منگواتے رہے ہیں، یہ ایک چیز کا قیمت کے بدلے خریدنا ہے، اس میں ان کا ہم پر کوئی احسان نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے محبت اور دوستی اور کافروں سے بغض وعداوت کو واجب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ﴾[1]

”جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر کے گئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی، وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔“

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴾[2]

”اور جو لوگ کافر ہیں وہ بھی ایک دوسرے کے رفیق ہیں، تو مؤمنو! اگر تم یہ کام نہ کرو گے تو ملک میں فساد برپا ہو جائے گا۔“

اس آیتِ کریمہ کے تحت حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

”اگر تم مشرکین سے دور ہو کر نہیں رہو گے اور مؤمنین سے محبت نہیں کرو گے، تو لوگوں کے درمیان فتنہ واقع ہو جائے گا اور وہ اس طرح کہ مسلمانوں کا کافروں کے ساتھ اختلاط اور میل جول لازم آئے گا جس سے لوگوں کے درمیان بہت لمبا چوڑا فساد برپا ہو جائے گا۔“

میں کہتا ہوں کہ ہمارے اس دور میں یہ سب کچھ ظاہر ہو چکا ہے۔ واللہ المستعان!

---

۱ الانفال:۷۲

۲ الانفال:۷۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت یا نفرت کا حقدار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام

دوستی یا دشمنی کے حقدار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کی تین اقسام ہیں:

① وہ لوگ جو خالص محبت اور دوستی کیے جانے کے مستحق ہیں، ایسی محبت اور دوستی کہ جس میں عداوت یا نفرت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔

② وہ لوگ جو بغض، عداوت اور نفرت کیے جانے کے مستحق ہیں، ایسی عداوت و نفرت کہ جس میں دوستی یا محبت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔

③ وہ لوگ جو بعض وجوہات کے اعتبار سے محبت کیے جانے اور بعض وجوہات کے اعتبار سے نفرت وعداوت کئے جانے کے مستحق ہیں۔

خالص محبت کیے جانے کے مستحق افراد

وہ لوگ جن سے خالص محبت کرنا واجب ہے، ایسی محبت جس میں عداوت یا نفرت کا شائبہ تک نہ ہو، وہ خالص مؤمنین کی جماعت ہے، جس میں سر فہرست انبیاء کرام کی جماعت ہے، پھر صدیقین پھر شہداء اور صالحین ہیں۔

پھر انبیاء کرام میں سب سے مقدم و سر فہرست محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، آپ ﷺ سے ایسی محبت کرنا واجب ہے، جو اپنے نفس، اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں کی محبت پر حاوی اور غالب اور سب سے بڑھ کر ہو۔

پھر آپ کی ازواج مطہرات امہات المؤمنین اور دیگر اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت ہے۔ صحابہ کرام میں بطورِ خاص خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ مہاجرین اور انصار، بدری صحابہ، بیعت رضوان میں شریک صحابہ اور پھر بقیہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جو خالص محبت کے مستحق ہیں۔ پھر تابعین کرام پھر ائمہ اربعہ وغیرہ کی محبت قابل ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[1]

"اور ان کے لیے بھی جو ان مہاجرین کے بعد آئے (اور) دُعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں، گناہ معاف

---

1 الحشر:١٠

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرما اور مؤمنوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔"

جس کے دل میں ایمان ہو گا، وہ کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا سلف صالحین سے بغض یا عداوت نہیں رکھے گا۔ اس مقدس جماعت سے بغض قائم کرنا کج رو، منافقین اور اسلام دشمن افراد کا شیوہ ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

صرف بغض وعداوت رکھے جانے کے اہل افراد

یہ کفار، مشرکین، منافقین، مرتدین اور ملحدین کی جماعت ہے، جن کی اقسام مختلف ہیں لیکن سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ یہ تمام لوگ عقیدہ خالصہ یعنی توحید کے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ﴾[1]

"جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، انہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والے نہیں پاؤ گے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہوں، خواہ وہ ان کے ماں باپ، بہن بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔"

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾[2]

"تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں، انہوں نے جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیجا ہے بُرا ہے (وہ یہ) کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اور پیغمبر ﷺ پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی، اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے، لیکن ان میں سے اکثر بدکردار ہیں۔"

---

۱ المجادلۃ:۲۲

۲ المائدۃ:۸۰،۸۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ افراد جو محبت اور عداوت دونوں کے مستحق ہیں

اس سے مراد وہ مومن ہیں کہ جن میں بوجوہ کچھ نافرمانیاں پائی جاتی ہیں لیکن عقیدہ صحیح ہے۔ یہ لوگ اپنے حسن عقیدہ اور دولتِ ایمان کی وجہ سے محبت کیے جانے کے قابل ہیں، لیکن بعض نافرمانیوں کے مرتکب ہونے کی بنا پر ناراضگی کے مستحق ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ان کی نافرمانی کفر یا شرک کی حد کو نہ پہنچتی ہو۔ کیونکہ اگر ان کی نافرمانی کفر یا شرک کی حدود تک پہنچ گئی تو پھر یہ لوگ بھی دعویٰ ایمانی کے باوجود مکمل نفرت اور بغض کے مستحق ہیں۔

ایسے لوگوں کے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ساتھ خیر خواہی کی جائے اور جن نافرمانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں، ان کا انکار کیا جائے۔ ان لوگوں کی نافرمانیوں پر خاموش رہنا جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عظیم جذبہ خیر خواہی کا بھرپور برتاؤ ضروری ہے جو حکمت اور موعظہ حسنہ کے تقاضے پورے کرتا ہو۔ اور اگر ان کی معصیت ایسی ہو جو شرعی حد کو واجب کرتی ہے تو پھر اس حد یا تعزیر کے نفاذ میں بھی تا آنکہ اپنی معصیت سے باز آکر توبہ نہ کرلیں، خیر خواہی ہے۔ ایسے لوگوں سے مکمل بغض، ناراضگی اور نفرت روا نہیں ہے، جیسا کہ خوارج کا شیوہ ہے۔ بلکہ ان کی بابت اعتدال کا دامن تھامے رہنا چاہیے، چنانچہ حسن عقیدہ کی بنا پر دوستی اور محبت کا برتاؤ کیا جائے اور معصیتوں کے ارتکاب کی بنا پر ناراضگی و نفرت کا اظہار کیا جائے اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔

شریعت اسلامیہ کی ہدایت یہ ہے کہ کسی سے محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور عداوت ہو تو اللہ تعالیٰ کی خاطر، یہ عقیدہ ایمان کی مضبوط ترین کڑی ہے، بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ "قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے محبت کی۔"

«المرء مع من أحب»[1]

لیکن آج کل حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں، عمومی طور پر لوگوں کی دوستیاں اور دشمنیاں دنیا کی بنیاد پر قائم ہو چکی ہیں۔ جس سے کوئی دنیوی لالچ یا طمع یا مفاد ہو، اس سے دوستی اور محبت کے رشتے قائم کرلیے جاتے ہیں، خواہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ ابن جریر نے عبداللہ بن عباس ؓ کا یہ قول نقل کیا ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «إن الله تعالىٰ

1 صحیح بخاری: ۵۸۱۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال: من عادی لي وليا فقد آذنته بالحرب»[1]

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "جس نے میرے کسی دوست سے عداوت قائم کی، میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔"

اس جنگ کا سب سے زیادہ خطرہ مول لینے والا وہ شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض وعداوت رکھے، ان کی شان میں گستاخانہ رویہ اپنائے اور ان کی تنقیص شان کی سعی لاحاصل میں مصروف رہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، انہیں اپنی تنقید کا نشانہ نہ بناؤ۔ جس نے انہیں کوئی تکلیف پہنچائی، اس نے مجھ دُکھ دیا اور جس نے مجھے دکھی کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اللہ تعالیٰ اسے عنقریب صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالے گا۔"[2]

افسوس کہ بعض گمراہ فرقوں کا مذہب اور عقیدہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کی عداوت پر قائم ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے اس کے غضب اور دردناک عذاب سے پناہ چاہتے ہیں اور عفو وعافیت کے سائل و خواستگار ہیں۔

ادارہ محدث پر آزمائش کا مہینہ

ستمبر ۲۰۱۱ء کا مہینہ ادارہ محدث کے لئے بڑی آزمائشوں اور پریشانیوں کا باعث ثابت ہوا۔ پہلے پہل مدیر 'محدث' کو ڈینگی بخار کا حملہ ہوا۔ اسی دوران محدث کے دیرینہ معاون، نامور مصنف ودانشور محمد عطاء اللہ صدیقی (سیکرٹری معدنیات، حکومتِ پنجاب) ڈینگی بخار کا شکار ہوگئے اور ۱۲؍ ستمبر کی صبح اسی مرض میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! محدث سے انتہائی گہرے تعلق، شدید محبت اور ۱۵ سال پر محیط رفاقت کے باعث یہ وفات پورے ادارے کے لئے ایک الم ناک سانحہ ثابت ہوئی۔ ازاں بعد مدیر محدث کے اہل خانہ ڈینگی بخار کا شکار ہوگئے، گویا یہ پورا ماہ ہی بخار کی آزمائش کی نذر ہوگیا۔ بخار کی شدت اور تکلیف اپنی جگہ لیکن ایک انتہائی قیمتی شخصیت کی رحلت نے اس بیماری کی الم ناکی کو دوچند کردیا۔ دوسروں کی بیماری تو آخر کار اللہ کی رحمت سے ختم ہوگئی لیکن صدیقی صاحب کی رحلت کا دکھ کسی طور کم نہیں ہوتا۔ ان کی ایمان پرور تحریریں پڑھ کر شمع ایمانی کو حرارت دینے اور ان سے علم وفکر کا طویل فیض پانے والے قارئین محدث سے ان کے لئے مخلصانہ دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ جل جلالہ کی رحمت اُن کو ڈھانپ لے !! (ادارہ)

---

۱ ایضاً: ۶۱۳۷

۲ السنۃ از عمرو بن شیبانی: ۹۹۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید خالد جامعی[1]

اسلام اور سائنس کے مزاج و مناہج کا اختلاف

موت کے خاتمے اور توجیہ پر سائنس کی بے بسی!

جدیدیت کا تاریخی پس منظر

عالمی تاریخ ثقافت کے ممتاز مؤرخ E. Friedell نے جدیدیت اور جدید انسان اور جدت پسندی کی تاریخ، پیدائش اور اسباب متعین کرتے ہوئے لکھا ہے:

"The year of the conception of the modern person is the year 1348, the year of the **black death**"

"۱۳۴۸ء جدید مغربی انسان کا نقطہ آغاز تھا، وہی جو بلیک ڈیتھ کے سال سے موسوم ہے۔"

جدیدیت کی تاریخ پیدائش کے تعین اور اَسبابِ پیدائش کے نقطۂ نظر پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈویلپمنٹ ڈکشنری کے شریک مصنف Marianne Gronemeyer اس جملے کی تشریح میں عجیب و غریب بات لکھتے اور اس موقف کو درج بالا مؤرخ سے منسوب کرتے ہیں:

"Modernity therefore for him begins with a sever illness of European Humanity"

"بہر طور جدیدیت پسندی یورپی انسانیت کو لاحق سنگین بیماری سے برآمد ہوئی۔"

اہل مغرب کی گندگی اور غلاظت

جس جدیدیت (جدید ذہن، جدید انسان، جدید سائنس) کا آغاز ایک خطرناک بیماری، گندگی، تعفن اور غلاظت کے بطن سے ہوا ہو، وہ خود کس قدر آلودہ ہوگی، اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ یورپ میں بلیک ڈیتھ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا، وہ اس طرزِ زندگی کا لازمی نتیجہ تھا جو رہبانیت کے تحت مذاقِ عوام بن گیا تھا۔ 'لیکی' کی 'تاریخ اخلاق یورپ' جس کا ترجمہ مولانا عبدالماجد دریابادی نے کیا تھا، اس کے بعض ابواب ہمیں اس تاریخ اور پس منظر سے بخوبی آگاہ کرتے ہیں جس کے باعث اہل یورپ طہارت سے محرومی اور غلاظت میں لتھڑے رہنے کو ہی روحانی ارتقا کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ آج

۱ مدیر ماہنامہ ساحل، کراچی... شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، کراچی یونیورسٹی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مغرب میں پانی سے طہارت کے بجائے بغیر طہارت یا زیادہ سے زیادہ کاغذی طہارت [Paper / Drycleaning] پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ برطانیہ سمیت یورپ کے تمام ممالک میں اگر آپ رفع حاجت کے لئے بیت الخلا جائیں تو وہاں نہ لوٹا ہوگا، نہ پانی اور نہ مسلم شاور کہ آپ رفع حاجت کے بعد پانی سے خود کو پاک کرسکیں۔ پانی لینے کے لئے آپ کو باہر آنا ہوگا جہاں ہاتھ دھونے کے لئے تو نل موجود ہے لیکن پانی اکٹھا کرنے کے لئے برتن موجود نہیں لہٰذا اکثر مسلمان طہارت کے لئے برتن اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ نوے فی صد یورپی لوگ بغیر آبی، خاکی اور کاغذی استنجے کے باہر نکل آتے ہیں۔ بمشکل دس فی صد ایسے ہوں گے جو کاغذ سے خشک کاری پر اکتفا کرتے ہوں۔ مغربیوں کی طبیعت اس معاملے میں نہایت کھردری ہے۔ بلادِ مغرب میں اہل مغرب غسل سے شغف نہیں رکھتے، جسم کی پاکی اُن کے یہاں اہم نہیں بلکہ مختلف عطریات اس کا متبادل ہیں۔

جب کوئی مسلمان ان مغربی خطوں میں جاتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہے۔ یہی حالت غسل کی ہے۔ مشرق میں سفر کرنے والے تجار، مُسافر اور سیلانی وسیاح اس بات کو واضح طور پر محسوس کرتے ہیں کہ مغرب کی سرحدوں میں داخل ہوتے ہی مشرق و مغرب میں دو بنیادی فرق نظر آتے ہیں۔ مشرق میں شاذ و نادر ہی اپنے خرچ پر کھانا پڑتا ہے۔ مہمانوں اور مسافروں کو مشرق کی سرزمین کے، خصوصاً اس کے روایتی، مذہبی اور مسلم دیار و امصار میں دعوتوں سے فرصت نہیں ملتی اور طہارت کے لئے ہر جگہ پانی اور لوٹا دستیاب ہوتا ہے، لیکن مغرب میں خورد و نوش کا مکمل انتظام خود کرنا پڑتا ہے۔ دعوت کی روایت نظر نہیں آتی اور طہارت کے لئے پانی دستیاب نہیں ہوتا، پانی ہوتا ہے تو لوٹا نہیں ملتا اور مغرب کے لوگ مشرق کی طرح غسل سے شغف نہیں رکھتے۔ خشک کاری [ڈرائی کلیننگ] ہی ان کا وظیفہ حیات ہے۔ یہ جدید و متمدن مغرب کا تازہ احوال ہے، لیکن چودھویں صدی میں اس خطے کا کیا حال ہوگا...؟

انتہا یہ ہے کہ مغرب والوں کی عبادت گاہ 'کلیسا' بھی مغرب کے رخ پر نہیں ہوتی، ہوا اور روشنی کا مناسب فطری انتظام بھی نہیں ہوتا، لہٰذا کلیسا کو روشن رکھنے کے لئے موم بتیوں کا انتظام کیا جاتا تھا۔ ایک تحقیق کے مطابق موم بتیوں کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے روئے زمین پر کلیسا وہ واحد جگہ تھی جہاں سب سے زیادہ آلودگی ہوتی تھی۔

ظاہر ہے کہ یورپ کے تنگ و تاریک گھروں میں روشنی سے محروم طرزِ تعمیر و طرزِ زندگی اور صفائی سے غفلت اس کالی خونی موت [Black Death] کا سبب بنی جس میں تاریخ دانوں کے مطابق سولہ کروڑ سے زائد افراد ہلاک ہوئے، لیکن اسی بیمار یورپ میں کروڑوں لوگ زندہ بھی بچ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ بیماری اُنہیں موت کے منہ میں لے جانے کا سبب نہ بن سکی۔ مرے گا وہی جس کی زندگی کا وقت پورا ہو گیا اور جن کی زندگی باقی ہے وہ کیسے ہی کٹھن حالات اور خطرناک بیماریوں میں گھرا ہو، اللہ تعالیٰ اُسے موت کے منہ سے نکال کر آبِ حیات تک لے جائیں گے۔ لہٰذا یہ سمجھنا کہ اگر طاعون کا علاج اس دور میں دریافت ہو جاتا تو سولہ کروڑ لوگ بچ جاتے، تقدیر الٰہی پر عدمِ ایمان سے عبارت ہے۔ اگر طاعون کی دوا موجود ہوتی تب بھی وہ سولہ کروڑ لوگ ضرور مرتے جن کی موت لکھ دی گئی تھی، کوئی دوا لکھی موت کو ٹال نہیں سکتی۔ ہر مرض کا علاج ممکن ہے سوائے بڑھاپے اور موت کے، ان دو امراض کا علاج ممکن نہیں اور یہ اللہ کی سنت ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوتی!!

طاعون کی بیماری تاریخ کے مختلف ادوار میں دنیا کے تمام خطوں میں وقتاً فوقتاً پھیلتی رہی ہے لیکن جس طرح طاعون نے یورپ میں تباہی مچادی، ایسی تباہی دنیا کے کسی خطے میں نہیں آئی۔ اس کی ایک بڑی وجہ یورپی لوگوں کا طرزِ زندگی اور صفائی کی خراب صورتحال تھی تو دوسری اہم ترین وجہ یورپ میں کلیسا کے پوپ کے حکم پر بلیوں کا قتل عام تھا۔ پوپ اور پادریوں کا خیال تھا کہ بلّیاں جادوگروں کا ہدف ہیں اور اُن کے ذریعے جادو کا اثر عام کیا جاتا ہے لہٰذا بلیوں کے خلاف مذہبی نفرت نے بلیوں کے قتل عام کو ممکن بنا دیا، لہٰذا طاعونی چوہوں کو بلیوں کی مزاحمت نہیں ملی۔ اگر بلّیاں کثرت سے ہوتیں تو یورپ پر طاعون کا اس قدر خوفناک حملہ نہ ہوتا۔ اس کے علاوہ مختلف مؤرخین نے طاعون کی دیگر وجوہات بھی بیان کی ہیں جو آگے آرہی ہیں۔

مغرب کا یہ خیال کہ اُس نے موت کو شکست دے دی۔ طاعون، چیچک کا علاج دریافت کر لیا اور لوگوں کی زندگی بچالی۔ ان کی عمریں بڑھا دیں... یہ محض ان کی خام خیالی ہے۔ عمر کم یا زیادہ ہونے کا فیصلہ آسمانوں پر ہوتا ہے۔ جس مغرب کو سولہ کروڑ لوگوں کے مرنے کا صدمہ تھا، اسی مغرب کو اب اس بات کا غم شدت سے کھائے جا رہا ہے کہ گزشتہ سو برس میں دنیا کی آبادی جس تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے، اس کے باعث وسائل حیات کم پڑ جائیں گے، لہٰذا یہی مغرب جدید اسلحہ اور جنگوں، کیمیائی ہتھیاروں کے ذریعے انسانیت پر مسلسل ہلاکت مسلط کر رہا ہے۔ آبادی کم کرنے کی خطرناک دوائیں ایجاد کر کے رحم مادر میں قتل عام کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اِسقاط کے ذریعے اربوں انسانوں کو قتل کر رہا ہے اور سی ٹی اسکین کے ذریعے انسانوں کو دنیا میں آنے سے پہلے دوسری دنیا میں پہنچا رہا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ مغرب کی ایجاد کردہ دواؤں کے باعث بیماریاں ختم ہو گئیں، لہٰذا لوگ اب کم مر رہے ہیں زیادہ جی رہے ہیں، لہٰذا جس طرح پہلے انسانوں کو مرنے سے بچانا اس کا فرض تھا، اب انسانوں کو مار کر کم کرنا بھی اسی کا فرض ہے یعنی خدائی کا خناس ابھی تک مغرب کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہن سے خارج نہیں ہوا، اب یہی 'خدا' آبادی کی روک تھام کی فکر میں مصروفِ عمل ہے۔ جس کے باعث چین اور ہندوستان میں لڑکیوں کی تعداد خطرناک حد تک کم ہوگئی ہے۔ چین میں 'ایک بچہ' کے فلسفے کے باعث لڑکی کی پیدائش کو سی ٹی اسکین کے ذریعے روک دیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بچیوں کی قتل از ولادت ہلاکت کی صورتحال اس حد تک پریشان کن ہے کہ اب وہاں رحم کی شناخت کے لئے سی ٹی اسکینر کے استعمال پر ہی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

کالی موت یا بلیک ڈیتھ یا Black Plague یا Great Pestilence کا اصل مرکز و محور یورپ کیوں رہا اور اس نے کس طرح یورپ کو برباد کیا، اس کی تفصیل انسائیکلوپیڈیا یا wikipedia سے پڑھیے۔ یہ مضمون چار نومبر ۲۰۰۹ء کو انٹرنیٹ سے حاصل کیا گیا تھا۔

مغرب میں یہ سیاہ موت 'بلیک ڈیتھ' جدید سائنسی انقلاب کا عنوان بن گئی۔ کالی موت نے زندگی کی نئے سرے سے نئی تفہیم پیدا کی جس کا بنیادی وصف تحفظِ حیات [Self Preservation of Life] قرار پایا۔ زندگی سب سے اہم ترین واقعہ ہوگئی اور موت قابل نفرت شے قرار پائی۔ قرآن نے اہل کتاب پر طنز کرتے ہوئے کہا تھا: فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ "اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔" اہل کتاب ہزار برس جینے کی آرزو کرتے تھے اور خود کو خدا کا مقربِ خاص بھی سمجھتے تھے، قرآن نے طنزاً کہا کہ طولِ عمر کی خواہش میں یہودی، مشرکین سے بھی بدتر ہیں۔ کالی موت نے اہل مغرب میں زندگی سے بے پناہ محبت کا جذبہ راسخ کیا، کیونکہ جدیدیت کا خاص وصف مالک الملک کی خالقیت کا انکار اور اُلوہیتِ انسانی کا اعلان ہے۔

انسان خود خدا ہے کیوں کہ نطشے کے مطابق خدا نعوذ باللہ مر گیا ہے لہٰذا اس کی خالی جگہ انسان نے پر کر دی ہے۔ اس فلسفے کا نقطۂ عروج جسم انسانی کو خدا کے تصرف سے نکال کر انسان کی ملکیت [Body is Property] قرار دینا ہے یعنی خدا کو خدا کے سپرد کر دینا۔ جدیدیت میں انسان فاعل خود مختار [Self Autonomus Being] ہے جو کسی کو جواب دہ نہیں۔ وہ کسی خارجی مقتدرہ [External authority] کے زیر اثر نہیں، اس کو روشنی اور علم اندرون [Inside] سے عطا ہوتا ہے، اِس کے لئے اسے باہر دیکھنے کی ضرورت نہیں، لہٰذا انسان خود خدا بن گیا اور اپنے فیصلے خود کرنے لگا۔ لہٰذا جسم ہر فرد کی ملکیت ہے، وہ اس سے جو کام لینا چاہے لے سکتا ہے۔ اسی لئے مغرب میں طوائف کی جگہ Sex worker آگئی ہے۔ جسم عورت کی ملکیت ہے خدا کی نہیں، لہٰذا عورت جسے چاہے اپنا جسم ہبہ کر سکتی، عطیہ کر سکتی، بیچ سکتی اور عطا کر سکتی ہے۔ یہ آزادی کی قدر [Value of Freedom] کا تقاضا ہے۔ ہر وہ رواج روایت جو اس آزادی کی راہ میں رکاوٹ پیدا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے، حکومت کا فرض ہے کہ وہ اسے ختم کردے۔

مغرب میں کام وہ ہے جس کے نتیجے میں پیسہ حاصل ہو، اس لئے گھریلو کام میں مشغول عورتوں کو وہ کارکن Worker کے زمرے میں شامل نہیں کرتے لیکن گھر سے نکل کر کام کرکے پیسہ کمانے والی عورت کو وہ ورکر قرار دیتے ہیں اور مغرب میں ایسا کام جس کا پیسہ نہ ملے، شرمناک ترین اور بے کار کام ہے۔ جسم کو انسانی ملک قرار دینے کے نتیجے میں ایک نئے تصورِ حیات نے ظہور کیا۔ اس کے نتیجے میں جدید طبّی علوم نے محیر العقول ترقی کی، ظاہر ہے جب جسم ہی سرچشمہ خیر ہو، جسم ہی معیشت کا ذریعہ ہو، جسم سے ہی عیش و عشرت وابستہ ہو اور جسم کے بغیر حیاتِ دنیا کی کسی لذت و رونق کا تصور ہی نہ ہو اور خدائی جسم سے متعلق ہو جائے تو جسم کی پرورش و نشو و نما اور تحفظ ہی زندگی کا اہم ترین مقصد بن جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں مغرب نے انسان کو خدا کے درجے پر فائز کردیا۔ وہ خود خدا ہے لہٰذا اپنے جسم کے معاملات کا فیصلہ کرنے کا کلی طور پر مجاز ہے۔

زندگی کی طرف والہانہ لپکنے کی بجائے حکم رسول کا اتباع

لیکن عالم اسلام میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کی شہادت جو عشرہ مبشرہ میں شامل تھے، لشکرِ اسلام کے سپہ سالار تھے، ایک نئے صبح و شام کا دروازہ کھولتی ہے۔ وہ شام کے محاذ پر تھے کہ طاعون پھیل گیا۔ اُنہیں کوچ کا مشورہ دیا گیا تو آپ نے انکار کردیا اور کہا کہ ''رسالت مآب ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''جس علاقے میں وبا پھیل جائے، وہاں سے ترکِ سکونت نہ کرنا۔'' لہٰذا میں رسالت مآب ﷺ کے حکم کے خلاف عمل نہیں کرسکتا۔'' ایک مسلم کے لئے رسالت مآب ﷺ کے فرمان کے مطابق عمل میں زندگی بچانے کا سوال غیر اہم ہو جاتا ہے اور اس فرمان نبویؐ کی حکمت واضح ہو جاتی ہے۔ متعدی بیماری کی آفت زدہ بستی سے نقل مکانی، اس یقین کا دروازہ کھولتی ہے کہ بیماری کے جراثیم، ایک شخص کے ذریعے دوسری بستی اور دوسری دنیا تک منتقل ہوسکتے ہیں، لہٰذا اپنی زندگی کو خدا کا فضل سمجھ کر دوسروں کی زندگی بچانے کے لئے نقل مکانی نہ کرنا اہم فریضہ بن جاتا ہے۔ اگر اللہ نے زندگی رکھی ہے تو طاعون کی بیماری میں رہنے والے بھی اس بیماری سے محفوظ رہتے ہیں۔ ایک مؤمن کے لئے اپنی زندگی کے تحفظ سے زیادہ اہم شے حکم رسول کی پیروی اور اس اتباع میں دوسرے کی زندگی کا تحفظ ہے خواہ اس کوشش میں اس کی جان چلی جائے۔

ایک مسلمان کے لئے جب بھی زندگی اور حکم رسالت مآب ﷺ کے درمیان انتخاب کا مرحلہ درپیش ہو تو وہ حکم رسالت پر عمل کرنے کو زندگی سمجھے گا اور اس راہِ عمل میں خونِ شہادت اسے زندگی سے زیادہ عزیز ہوگا۔ اصل زندگی تو وہ ہے جو اتباعِ رسالت ﷺ میں بسر ہو۔ وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی جو رسالت مآب ﷺ کی نافرمانی میں گزرے، اس موت سے کس طرح بہتر ہو سکتی ہے جو آقائے کائنات کی اتباع میں قبول کی جائے۔ اسی نقطۂ نظر کا نقطۂ کمال سیدنا ابو بکرؓ کا وہ فیصلہ تھا جو لشکرِ اُسامہؓ اور مرتدین سے جنگ کے موقع پر سامنے آیا، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب سے مصلحت و حکمت کے تقاضوں کے تحت سالارِ لشکر اُنیس سالہ حضرت اُسامہ بن زید کو معطل کرنے اور لشکر کی روانگی کو عارضی طور پر ملتوی کرنے کا مشورہ دیا گیا تو آپ نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ لشکر اسامہ کی روانگی کا فیصلہ عرب کے بگڑتے ہوئے حالات اور زمینی حقائق [Ground Realites] کے تناظر میں صحابہ کرام اور مہاجرین اوّلین پر بہت گراں گزرا۔ فشق ذلك علٰی کبار المهاجرين الأولين اعقل کے دائرے میں صحابہ کی رائے بظاہر درست معلوم دیتی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ جو لوگ لشکرِ اُسامہ میں جا رہے ہیں وہ مسلمانوں کے چیدہ اور منتخب افراد ہیں۔ عرب کی حالت آپ کے سامنے ہے، ایسی حالت میں جمعیت ِ صحابہ کو متفرق کرنا مناسب نہیں۔ ثانی اثنین رضی اللہ عنہ کا جواب تھا:

لو خطفتني الكلاب والذئاب لانفذته كما أمر به رسول الله ﷺ

"اگر کتے اور بھیڑیے مجھے اُچک لے جائیں تب بھی میں لشکر کو اسی طرح روانہ کروں گا جس طرح کہ رسالت مآب ﷺ فرما گئے ہیں۔"

انصار نے حضرت عمرؓ کی زبانی خلیفہ اوّل تک یہ بات پہنچائی کہ اگر روانگی لشکر ضروری ہے تو اُنیس سالہ حضرت اُسامہ کے بجائے کسی زیادہ تجربہ کار اور سن رسیدہ شخص کو سالار لشکر مقرر کیا جائے۔ جب حضرت عمر انصار کا یہ پیغام پہنچا چکے تو حضرت ابو بکر بے تاب ہو کر کھڑے ہو گئے اور تیزی سے فرمایا: تأمرني أن أعزله "اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو تری ماں گم کرے، ان کو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہے اور تم حکم کرتے ہو کہ میں ان کو معزول کر دوں۔" بظاہر حضرت ابو بکرؓ کا رویہ عقلی منطق زمینی حقائق، تعقل، مصلحت، مصالحت، حکمت، دانائی، سائنسی طریقہ کار، اعداد و شمار کی میزان اور زیرکی کے تقاضوں کے خلاف نظر آتا تھا، لیکن تاریخ میں درج ہے کہ سیدنا ابو بکرؓ کے اس عزم و توکل و اطاعت اور حکم رسالت مآب ﷺ کی برکت کا ایسا ظہور اس طرح ہوا کہ یہ لشکر جس قبیلے کی طرف سے گزر جاتا تھا، اس پر ایسا رعب پڑتا کہ وہ اسلام کی طرف یہ کہتے ہوئے پلٹ آتا کہ اگر اُن کے پاس قوت نہ ہوتی تو اتنی بڑی جمعیت ان کے پاس سے نہ نکلتی۔

۱ حیاۃ الصحابہ: جلد ۱/ ص ۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر سے فراغت کے بعد اہل مدینہ کو ایک نئی آزمائش کا سامنا تھا۔ مرتد قبائل نے مدینہ منورہ کو گھیر کر اپنا قاصد اس شرط کے ساتھ بھیجا کہ ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔ صحابہ کرام سے آپ نے مشورہ کیا: سب کی رائے تھی کہ اس وقت نرمی مناسب ہے۔ حضرت عمر نے کہا: یا خلیفۃ رسول اللہ! تألف الناس وارفق بهم "لوگوں کے ساتھ نرمی اور اُلفت کا برتاؤ کیجیے۔"

جواباً حضرت ابو بکر ﷺ نے فرمایا: "اے عمر! تم جاہلیت میں تو بہادر تھے اور اسلام میں آکر کمزور ہو گئے۔ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور دین کمال کو پہنچ گیا کیا۔ میری زندگی ہی میں دین ناقص کر دیا جائے گا، [ہرگز نہیں] واللہ! فرض زکوٰۃ سے اگر یہ رسی کا ٹکڑا بھی دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔"

سیدنا ابو بکرؓ نے تمام صحابہ کی رائے کے برعکس جہاد کا حکم دیا۔ کیونکہ آپ کی نظر میں وہ ریاست، سیادت، سیاست، تدبیر، حکومت اور طاقت جو رسالت مآب ﷺ کے حکم کی تعمیل سے قاصر ہو، اسکا ہونا اور نہ ہونا دونوں برابر ہیں۔ مسلمان حکم رسول کی تعمیل کیلئے زندہ رہیں، اگر یہ نہ کر سکیں تو انکی زندگی کی کسی کو ضرورت نہیں ہے۔ اُنہیں تعمیل حکم کی راہ میں جان دے دینی چاہیے۔

یہ وہ مابعد الطبیعیاتی، علمیاتی، کونیاتی، ایمانی، اعتقادی فرق ہے جو عالم اسلام کو جدید عالم غرب سے بالکل جدا کرتا ہے۔ اس رویے کے نتیجے میں دو مختلف انسان و تہذیبیں، دو مختلف طریقے [Method]، مزاج، رویے [Discourse]، دو مختلف مناہج Paradigms، دو مختلف اقالیم وجود پذیر ہوتے ہیں۔ ایک حکمتِ اسلامی کہلاتا ہے دوسرا جدید سائنس، سوشل سائنس اور اس کا ارتقا۔

طاعون کی ایک وبا اُمتِ مسلمہ پر کس طرح اثر انداز ہوئی، اس کے کیا مضمرات ہوئے اور طاعون کی دوسری وبا نے مغرب کو کس طرح تبدیل کر دیا۔ طاعون میں حضرت ابو عبیدہ کی شہادت ہوئی، آپ کی عظمت اور بلندی کا اندازہ محض اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ سیدنا عمر فرماتے تھے کہ اگر عبید اللہ بن الجراح زندہ ہوتے تو 'امین الامت' کو بغیر کسی مشورے کے خلافت سپرد کر دیتا۔ اس قدر جلیل القدر ہستی کی شہادت کے باوجود پورے عالم اسلام میں سائنسی تعقل و ترقی [Scientific Rationality and Development] کی وہ لہر نہیں اُٹھ سکی جس نے کالی موت Black Death کے بعد مغرب کو شدید طور پر متاثر کیا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس سوال کا تعلق مابعد الطبیعیاتی مباحث سے جڑا ہوا ہے جسے آسان فہم بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

مغرب میں جدید طبی ترقی کا براہِ راست تعلق اسی کالی موت سے ہے، اس مسئلے کی فلسفیانہ تفہیم کے لئے فوکالٹ کی کتاب The Birth of Clinic کا مطالعہ نہایت ضروری ہے جو بعض اہم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخی اور فلسفیانہ حقائق سے پردہ اُٹھاتی ہے۔

اللہ ہی موت وحیات کا خالق ہے! اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ

اسلام کا فلسفہ موت جدید سائنس کے فلسفے cause and effect علت و معلول پر یقین نہیں رکھتا۔ موت اَمر ربی ہے بغیر کسی وجہ، علت، سبب کے بھی آجاتی ہے اور موت کے ہزاروں اَسباب پیدا ہونے کے باوجود انسان زندہ رہتا ہے۔ اسے خدائے حی قیوم زندگی عطا کرتا ہے۔ ایک مریض کوئی دوا استعمال نہیں کرتا مگر بچ جاتا ہے۔ ایک دوسرا مریض عمدہ سے عمدہ دوائیں استعمال کرتا ہے، لیکن مرجاتا ہے۔ زندگی اور موت دوا پر منحصر نہیں، یہ عطیۂ خداوندی ہے۔ اس کا فیصلہ مخلوق نہیں، خالق کرتا ہے۔ کسی کو موت مطالبے پر نہیں ملتی اور نہ ہی کسی کی آرزو عمرِ طویل کا سبب بن سکتی ہے۔ اسی لئے دنیا میں خودکشی کی پچاسی فی صد وارداتیں ناکام ہوجاتی ہیں۔ تمام اسبابِ ذرائع وسائل مہیا ہونے کے باوجود اور انسان کی یہ خواہش کہ وہ مرجائے، اس کی آرزو پوری نہیں ہوتی کہ موت اپنے وقتِ مقرر سے پہلے نہیں آسکتی اور اگر اس کا وقت آجائے تو وہ ٹالی نہیں جاسکتی۔ موت انسان کے اختیار میں ہوتی تو ہر خودکشی کرنے والا موت سے ہم کنار ہوتا۔ کس کو کتنی زندگی دی گئی ہے، یہ خدائے حی لایموت کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ نہ سائنس نہ ٹیکنالوجی، نہ فلسفہ نہ فلسفی، لیکن مغرب زندگی و موت کو خدا کا عطیہ سمجھنے کے بجائے نظریۂ علت و معلول کا نتیجہ قرار دیتا ہے لہٰذا پوسٹ مارٹم رپورٹ میں تمام ڈاکٹر خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، موت کا سبب لازماً لکھتے ہیں اور جب کوئی سبب سمجھ میں نہیں آتا تو لکھ دیتے ہیں کہ Cause unknown (وجہ نامعلوم) یہ جملہ اس یقین وایمان کا اظہار ہے کہ جدید سائنس کبھی نہ کبھی اس کا سبب بھی دریافت کرلے گی۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ترقی کی معراج کا دعویٰ کرنے والی سائنس یہاں کیوں بے بس ہوئی:

① بھارت کے دو سکھ بھائیوں کا حادثہ تاریخ سائنس کے لئے عجیب و غریب واقعہ ثابت ہوا۔ NASA کے سائنس داں ابھی تک اس حادثے میں بچ جانے والے انسان کی زندگی اور مرنے والے کی موت کے اسباب و علل پر مسلسل تحقیق کررہے ہیں۔ دو سکھ بھائی بہتر مستقبل کی تلاش میں ایک شخص کو پیسے دے کر انڈین ایئرلائنز کے ذریعے امریکہ کے غیر قانونی سفر پر روانہ ہوئے۔ دونوں امریکی شہری بننا چاہتے تھے، سفر پر بھیجنے والے نے دونوں بھائیوں کو طیارے کے اگلے پہیوں کے اوپر بنے ہوئے خانوں [Boxes] میں ٹھونس دیا۔ طیارہ جب اُڑتا ہے تو اس کے پہیے ان خانوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان بھائیوں نے اس بارے میں کچھ نہ سوچا۔ طیارہ دہلی رن وے پر دوڑا، پہیے آگ کے گولوں میں تبدیل ہوئے۔ طیارہ فضا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بلند ہوا تو پہیے خانوں میں چلے گئے اور دونوں بھائیوں کو جلا کر رکھ دیا۔ ان کی دردناک چیخیں سننے والا کوئی نہ تھا، طیارہ آسمان میں ہزاروں فٹ تک بلند ہو گیا تو نقطۂ انجماد کے باعث دونوں بھائی منجمد ہو گئے۔ طیارہ نیو یارک ایئر پورٹ پر اترا تو پہیے رن وے پر دوڑنے کے لئے خانوں سے باہر نکلے تو ایک ساتھ دو لاشیں ایئر پورٹ پر گریں۔ حفاظتی عملے نے لاشیں تحقیقات کے لئے FBI کے سپرد کیں۔ ایک بھائی مر چکا تھا، دوسرا زندہ تھا۔ NASA نے دوسرے بھائی کو تحویل میں لے لیا، اسے امریکی شہریت دے دی گئی۔ اب اس بات کی تحقیق ہو رہی ہے کہ علت و معلول کے فلسفے کے تحت دوسرا بھائی کیسے بچ گیا؟ اللہ موجود ہے اور عقل نے عجز کا اظہار کر دیا۔

② یہی صورتِ حال امریکہ کی ایک ریاست میں اس وقت پیش آئی جب پندرہ سال سے کومے میں محصور زندگی کے آخری سانس گننے والی عورت کے شوہر نے ہسپتال کی انتظامیہ سے کہا کہ اس عورت کا ventilater (آکسیجن ماسک) ہٹا دیا جائے تاکہ وہ اپنی وصیت کے مطابق سکون کی موت مر سکے۔ بیوی کے ماں باپ نے عدالت سے حکم امتناعی کے لئے رجوع کیا۔ عدالت نے درخواست مسترد کر دی۔ امریکی قانون کے تحت شوہر کو اس فیصلے کا اختیار تھا کہ آکسیجن ماسک رکھا جائے یا ہٹا دیا جائے۔ ماں باپ نے صدر بش سے اپیل کی، صدر بش نے ہنگامی طور پر قانون میں ترمیم کی اور ایک عورت کی زندگی بچانے کے لئے سینٹ کا اجلاس بلائے بغیر قانون نافذ کر دیا۔ اس کارروائی میں تین دن لگ گئے عورت تین دن تک بغیر آکسیجن ماسک کے زندہ رہی۔ چوتھے دن عدالت نے ترمیم شدہ قانون کی روشنی میں ماں باپ کے حق میں امتناعی حکم جاری کر دیا۔ ماسک لگا دیا گیا لیکن اگلے ہی دن عورت انتقال کر گئی، آخر کیوں؟ کیا زندگی اور موت کا تعلق دوا، اسباب اور علاج سے ہے؟ یہ اسباب بلاشبہ کسی تکلیف میں کمی تو کر سکتے ہیں کیونکہ ہر درد کی دوا ہے، ہر مرض کا علاج ہے سوائے مرض الموت کے، موت وقتِ مقرر پر آتی ہے!!

③ گزشتہ سال کراچی کا ایک واقعہ اس کی زندہ مثال ہے۔ تیرہ منزلہ عمارت سے ایک مزدور سر کے بل نیچے گرا۔ لوگ بچانے دوڑے، سب کا خیال تھا کہ مر گیا ہو گا، لیکن چند لمحے بعد وہ اپنے پیروں پر کھڑا تھا۔ اسے خراش تک نہیں آئی تھی، مبارک باد دینے والے ساتھیوں نے اس سے مٹھائی کا مطالبہ کیا۔ وہ سڑک پار کر کے دکان تک گیا۔ مٹھائی کا ڈبہ لے کر واپس لوٹا تو سڑک پر گاڑی نے اُسے ٹکر ماری اور وہ اسی وقت مر گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ تازہ ترین اور امریکہ کی ایک ریاست کا مشہور ترین واقعہ لوگ ابھی نہیں بھولے ہیں۔ اس واقعے پر مبنی فلم نے امریکہ میں ریکارڈ توڑ دیے تھے۔ ایک سیاہ فام باپ کا بیٹا شدید بیمار تھا، اس کے دل کو تبدیل کرنا تھا۔ بیٹے کی حالت دن بہ دن خراب ہو رہی تھی، لیکن تبدیلی قلب کے لئے قلب میسر نہ تھا۔ جن لوگوں نے موت کے بعد قلب کے عطیے کی وصیت کی تھی، ان میں سے کوئی اس وقت تک مرا نہیں تھا۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ چند دنوں میں دل نہیں ملا تو بچہ مر جائے گا۔ سیاہ فام باپ کو بچے سے بہت محبت تھی، اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنا دل اپنے بچے کو دے دے گا۔ اس نے ڈاکٹروں کو پیش کش کی کہ اس کا سینہ چیر کر اس کا دل نکالا جائے اور اس کے بیٹے کو لگا دیا جائے۔ وہ زندہ رہنا نہیں چاہتا بلکہ اپنے بیٹے کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے کہ وہ مر کر بیٹے کے سینے میں دل بن کر اس کے دل کی دھڑکنوں میں زندہ رہے گا۔ ڈاکٹروں نے انکار کر دیا۔ امریکی قوانین کے تحت اس طرح دل کا عطیہ لینے کی اجازت نہیں ہے۔ باپ نے ہسپتال کے ڈاکٹروں کو یرغمال بنالیا اور اُنہیں کہا کہ اگر وہ اس کا دل نہیں نکالیں گے تو وہ سب کو قتل کر دے گا۔ اس کی محبت دیکھ کر ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ اس کا دل نکال کر بیٹے کو لگا دیا جائے۔ اسے آپریشن کے لئے بستر پر لٹایا گیا۔ اچانک دل کا عطیہ عین اسی وقت آگیا اور اس کا آپریشن منسوخ کر دیا گیا، محبت نے دل کی بازی جیت لی تھی...!!

⑤ طیاروں کے حادثات کس تناسب سے ہو رہے ہیں۔ نیوز کے کالم نگار زیب اذکار حسین کی تحقیق کے مطابق ان حادثوں میں ایک خاص ترتیب ہے جس کے باعث مسافر موت کا شکار ہوتے ہیں لیکن موت کے اس راز کو ابھی تک حل نہیں کیا جاسکا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے، کیا اس کائنات میں یہ واقعات محض اتفاقات، محض کھیل تماشہ اور محض لہو ولعب ہیں یا ان کے اندر چشم بصیرت کا کوئی سامان بھی ہے۔ کیا ہم اب بھی یہ نہیں سمجھ سکتے کہ زندگی اور موت کے فیصلے دواؤں اور علت و معلول کے قانون سے صادر نہیں ہوتے۔ مغرب کے بے شمار نفسیات دانوں اور سائنس دانوں نے اس بات کو مجبوراً قبول کیا ہے کیوں کہ موت کے ہزاروں واقعات علّت و معلول کے سائنسی اُصول کی تردید کے لئے کافی ہیں۔ عموماً لوگ اس طرح کے واقعات سے خدا کے وجود کے دلائل اخذ کرتے ہیں۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں خدا پر ایمان مستحکم ہونے کے بجائے سائنس پر ایمان مستحکم ہوتا ہے کہ دلیل خدا تو سائنس نے مہیا کی ہے، اس طریقے سے آپ سائنسی منہاج کو رد کرنے کے بجائے اُسی منہاجِ علم میں چلے جاتے ہیں۔ اس طرح کے واقعات میں صحیح رویہ یہ ہے کہ اس طرح کے واقعات کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے سائنس کے اپنے دعووں کی تردید کی جائے کہ سائنس کا قانون علت و معلول [Theory of cause & effect] خود سائنس کے اُصول سے ردّ ہو رہا ہے، لہٰذا یہ سائنسی علم قطعاً قابل اعتبار علم نہیں، یہ صرف کام چلاتا ہے۔ ایسا علم جو صرف کام چلاتا ہو، علم نہیں کہلا سکتا۔

علم قطعی [certain]، حتمی [final] اور مطلق [absolute] ہوتا ہے۔ جو علم تجربے کے ساتھ بدل جائے، علم نہیں بلکہ ایک ظنّی، قیاسی، عارضی، کام چلانے والی قوت اور صلاحیت ہے۔ اس موقف کی تفصیل جاننے کے لئے Fereryarbend، I.Lakatosh, kuhan, Karl Poper اور اس صدی کے آئن اسٹائن فائن مین Feynman کی کتابیں پڑھ لی جائیں تو بے شمار حقائق سائنسی علم کی قلعی کھول کر رکھ دیں گے۔ اگر ان فلاسفہ اور سائنس دانوں کو پڑھنا آپ کے لیے مشکل ہے تو ایک آسان ترین کتاب What This Thing is Called Science کا مطالعہ کرلیا جائے تو ان تمام مباحث کا خلاصہ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ سائنسی علم صرف حسی، قیاسی، ظنی، حواسی، طبعی، منطقی، عقلی وجدانی اور اندازے کا علم ہے جو نفس انسانی سے نکلتا ہے اور صرف مادی دنیا کے اُمور سے متعلق کچھ رہنمائی کرسکتا ہے۔

⑥ نیشنل جیوگرافک چینل پر دکھائی جانے والی وہ ویڈیو [When animals get wild] بھی لوگوں کو یاد ہوگی جس میں ایک بدکردار شخص جو خدا پر یقین نہ رکھتا تھا، جنگل میں شیرنیوں کے نرغے میں پھنس گیا۔ ایک شیرنی نے اس کا سر اپنے منہ میں لے لیا اور قریب تھا کہ اسے چبا دیتی اور اسے چیر پھاڑ دیتی، اس نے خدا سے دعا کی کہ اگر مجھے اس مشکل سے نکال دے تو میں باقی زندگی اچھے کاموں میں بسر کروں گا۔ خدا نے دعا قبول کرلی، شیرنی نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ ادھ موا ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو شیرنیاں غرّا غرّا کر غصے کا اظہار کر رہی تھیں اور اسے وہاں سے جلد از جلد بھاگنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ وہ لڑکھڑاتا، گھسٹتا، گرتا پڑتا اپنے گاؤں کی طرف چلنے لگا۔ سامنے اسے لگڑبگوں کا لشکر نظر آیا جو اس کو شکار کرنے کے لئے پر تول رہے تھے۔ مذکورہ شخص کو یقین ہو گیا کہ شیرنیوں سے بچ گیا مگر ان سے بچنا مشکل ہے۔ شیرنیاں اس کے ساتھ ساتھ فاصلے سے چل رہی تھیں اور پیچھے لگڑبگوں کے غول کہ یہ شیرنیاں ہٹیں تو وہ شکار کو چیر پھاڑ کر کھا جائیں۔ اسی خوف، اُمید اور بیم کی حالت میں چلتے چلتے اس کا گاؤں آ گیا۔ گاؤں والوں نے دیکھا تو شور مچا دیا، شیرنیاں بھی واپس چلی گئیں اور لگڑبگے بھی بھاگ گئے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کی موت لکھ دیتا ہے تو وہ آجاتی ہے لیکن وقت سے پہلے نہیں آتی۔ زندگی باقی ہوتی ہے تو درندے بھی زندگی کی حفاظت کے لئے حصار مہیا کرتے ہیں اور انسانوں کو اُن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گھر تک حفاظت سے پہنچا کر اپنے مسکنوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ خون پینے والے جانور بھی اپنا خون دے کر اس نفس کی حفاظت کرتے ہیں جس کی حفاظت خدا کو مطلوب ہوتی ہے!

حفاظت جس سفینے کی انہیں منظور ہوتی ہے
کنارے تک اسے خود لا کے طوفاں چھوڑ جاتے ہیں

⑦ نیشنل جیوگرافک چینل پر [Animals are beautiful people] فلموں میں OREX کے بچے کی کہانی جو اپنے جھنڈ سے الگ ہو گیا تھا، اسے شیرنی نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ تین ہفتے تک اس کی حفاظت کی۔ اسے کھلانے اور اپنا دودھ پلانے کی کوشش کرتی رہی۔ اس کو شیر کے حملوں سے بچانے میں شیر سے نبرد آزما ہوئی اور شیر کے ہاتھوں اس بچے کی ہلاکت پر نہایت غمزدہ و افسردہ ہوئی ۔ شیر اپنے بچوں کے سوا کسی دوسرے یا دوسرے شیر کے بچوں کو بھی برداشت نہیں کرتا اور شیرنی کے تمام حرامی بچوں کو چن چن کر ہلاک کرتا ہے۔ شیرنی سب سے خونخوار ہوتی ہے اور شیر سے زیادہ پھرتیلی۔ انسانوں پر حملوں کے جتنے بھی واقعات ہوتے ہیں، ان میں زیادہ تر حملے شیرنیوں کے ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کے تحفظ کے لئے دوسروں کی زندگی کو عدمِ تحفظ کا شکار بنا دیتی ہیں، لیکن وہی شیرنی OREX کے بچے کے لئے اللہ کے حکم سے پناہ مہیا کرتی ہے تو کیوں؟

⑧ یوٹیوب ڈاٹ کام پر Amazing vedioes میں Lione versus bafello اور Lion attack میں وہ منظر لوگوں کو یاد ہو گا جب ایک بھینسا غلطی سے اپنے بچے کے ساتھ شیر کی کچھار میں چلا گیا، اس کا بچہ وہیں رہ گیا، بھینسا بھاگ گیا، بچہ یرغمال ہو گیا، بچہ دریا میں گر گیا۔ شیروں نے باہر نکالنے کی کوشش کی، مگرمچھ آ گئے۔ شیر بھینسے کے بچے کو اوپر لے آئے۔ اچانک سینکڑوں بھینسوں نے شیروں پر حملہ کر دیا اور اپنے بچے کو چھین کر لے گئے۔ مگرمچھ، شیر اور پانی، بھینسے کے بچے کو نہیں مار سکے، اللہ کی طرف سے زندگی عطا ہوتی ہے اور موت بھی عطا ہوتی ہے، یہ حادثہ نہیں ہے۔

لیکن خدا پر ایمان کے بغیر ان واقعات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، کوئی تعبیر نہیں کی جا سکتی۔ سائنسی ذہن رکھنے والا مزاج ان واقعات میں کوئی روحانیت نہیں پاتا، اسے محض اتفاقی حادثہ یا خوش قسمتی یا Unknown cause سمجھ کر فراموش کر دیتا ہے۔

⑨ امریکہ کی فیڈرل کورٹ میں چلنے والا تاریخی مقدمہ جس پر حال ہی میں معرکہ آرا فلم بنائی گئی ہے جس کا نام Exorcisim of Amely Rose ہے۔ اس لڑکی ایملے روز پر جنات کا سایہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ ایک پادری نے اس کا علاج کیا، علاج کے دوران وہ مر گئی۔ پادری پر قتل کا مقدمہ قائم کیا گیا۔ اس کے دفاع کے لئے ایک سیکولر ایڈووکیٹ عورت نے جو خدا پر یقین نہیں رکھتی، اس کا مقدمہ لڑا۔ لڑکی کے خطوط، آوازوں، علاج کے دوران پیش آنے والے واقعات، معاملات کی ویڈیو دیکھنے کے بعد امریکہ کے ممتاز ماہر نفسیات داں کی موجودگی میں اس پورے سانحے کی جانچ پڑتال کے بعد عدالت نے پادری کو قتل کے الزام سے بری کر دیا۔ ماہر نفسیات اس موت کے حالات سن اور جانچ کر خود ششدر رہ گئے۔ ایک ماہر نفسیات نہایت مذہبی ہو گیا۔

عہد حاضر کے انسان کا المیہ یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ دوا ایجاد کرنے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے، موت تو اپنے وقت پر آتی ہے خواہ بیماری کی دوا موجود ہو یا نہ ہو۔ استعمال کی جائے یا نہ استعمال کی جائے، لیکن دوا اذیت و تکالیف میں افاقہ کر سکتی ہے، اگر اللہ کو منظور ہو کیوں کہ بہت سی عام تکالیف کے درد، درد کی نہایت مجرب اور قیمتی دوائیں بھی دور نہیں کر سکتیں۔ دوا محض تکلیف اور مرض کا علاج ہے، مرضِ ضعف اور موت کا علاج نہیں۔ جو یہ شخص سمجھتا ہے کہ کسی دوا نے کسی نفس کو موت سے نجات دی ہے، وہ قرآن کی آیاتِ موت سے واقف نہیں۔

موت کا وقت مقرر ہے، کوئی اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا ﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٥﴾﴾ [۳:۱۴۵]

زندگی اور موت ہم دیتے ہیں: ﴿وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ﴿٢٣﴾﴾ [۱۵:۲۳]

اگر رسول مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾ [۳:۱۴۴] اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے ﴿قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ﴾ [۳:۱۵۴]

کالی موت [Black Death] کے بعد ہونے والی جدید سائنسی ترقی کے بعد عالم مغرب میں بھی نہیں، اب عالم اسلام میں بھی راسخ العقیدہ لوگوں کا خیال ہے کہ دوائیں موت سے بچاتی ہیں۔ یہ جملہ عام ہے کہ مغرب کی طبی ترقی کے باعث وہاں لوگوں کی عمریں بڑھ گئی ہیں اور شرحِ اموات کم ہو گئی ہے، حالانکہ یہ ضعیف الاعتقادی ہے۔ گویا زندگی و موت کا سبب خود انسان ہے اور موت کا اختیار بھی انسانوں نے خدا سے لے کر انسانوں کو منتقل کر دیا ہے۔ یہ عہدِ جدید کے سائنسی ذہن کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المیہ ہے خواہ وہ اسلامی ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ایمان رکھنے والے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیتے کہ مانع حمل ادویات استعمال کرنے کے باوجود لاکھوں حرامی بچے پھر بھی پیدا ہو جاتے ہیں تو کیوں؟ اسقاط اُسی بچے کا ممکن ہوتا ہے جس کی زندگی امر ربی کے تحت مطلوب نہیں ہوتی اور جس وجود کو زندگی بخشنا مشیت ِ ایزدی ہو تو کنواری مائیں لاکھوں مانع حمل ادویات کھالیں، گناہ ظاہر ہوتا اور ولادت ہو کر رہتی ہے۔ یہ مغرب کے تمام ڈاکٹروں کا عینی مشاہدہ ہے۔ اس کے باوجود زندگی اور موت کو صرف اور صرف دوا، ڈاکٹر، ہسپتال اور مشینوں پر منحصر کر دیا گیا ہے۔

دوسرے لفظوں میں زندگی اور موت کا اختیار خدا کے ہاتھوں سے لے کر ماہرین طب کے ہاتھوں میں دے دیا گیا ہے۔ فکر و نظر میں یہ تبدیلی ہی جدیدیت ہے جو اسلامی معاشروں اور اسلامی تحریکوں میں تیزی سے نفوذ کر رہی ہے۔ عام طور پر لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مغرب کی جدید طبی ترقی کے باعث بیماریوں پر قابو پالیا گیا ہے، اس لئے وہاں امراض سے مرنے والوں کی تعداد مسلسل کم ہو رہی ہے اور دنیا کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے حالانکہ یہ غلط استدلال ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا کی ساٹھ فیصد آبادی ایشیا میں آباد ہے، اس آبادی میں غربت کے باعث مغربی دواؤں کا استعمال بہت کم ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق اربوں روپے کی دوائیں اس خطے میں مغرب نے مفت تقسیم کیں لیکن مطلوبہ نتائج حاصل نہ کر سکا۔ مشرق نے جدیدیت کو ذہنی اور قلبی طور پر ابھی تک قبول نہیں کیا لہٰذا جسمانی و روحانی طور پر مشرق کی یہ سرزمین افزائش نسل میں مصروف ہے۔ اس میں مغرب کی طبی ترقی کا کوئی حصہ نہیں۔ خود مغرب میں ان دواؤں کے باعث شرحِ پیدائش منفی ہوگئی ہے کیونکہ خدا کی رضا یہی ہے کہ مغرب کو اسقاط کے عذاب کے ذریعے سبق دیا جائے۔ کل تک مغرب مرنے والوں کی موت پر غم زدہ تھا۔ اب بڑھتی ہوئی آبادی پر افسردہ ہے۔ اسے دکھ ہے کہ موجودہ چھ ارب آبادی میں اس کی تعداد سب سے کم ہے، صرف تین فی صد۔ تمام بڑی آبادیاں مغرب دشمن ہیں اور مشرقی خطوں میں آباد لہٰذا اَب وہ آبادی میں اضافے کو دنیا کے لئے ایک شدید خطرے کے طور پر پیش کر رہا ہے تاکہ اپنی مخالف تہذیبوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو تہس نہس کرنے کے لئے نئی حکمت ِ عملی وضع کرے۔

۱۹۷۵ء میں اندرا گاندھی نے امریکہ کی اسی حکمت ِ عملی کے تحت ہندوستان کی آبادی کو روکنے کے لئے ہنگامی حالت کا نفاذ (ایمر جنسی) کر کے دو سال تک پچھتر لاکھ مردوں کی جبراً نس بندی کی تاکہ وہ بچے نہ پیدا کر سکیں۔ امریکہ کے بعد دنیا کی دوسری بڑی جمہوریت میں جمہور کے ساتھ یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظالمانہ رویہ اختیار کیا گیا اور جمہوریت کے عشق میں مبتلا سیکولر اور اسلامی مفکرین اس حادثے سے لاعلم رہے۔ چین میں آج بھی ایک بچے سے زیادہ بچے پیدا کرنے کے لئے اجازت نہیں ہے لہٰذا صرف لڑکے پیدا ہو رہے ہیں، لڑکیوں کو رحم کی قبر میں ہی دفن کر دیا جاتا ہے۔

ڈسکوری چینل اور دیگر چینل پر دکھائی جانے والی X-Files کی ڈاکومنٹری فلمیں اور سائی فیکٹر [Pcsy factor] پر مبنی دستاویزی فلمیں اس کائنات میں سائنس کی خدائی کے انکار کا اشتہار ہیں۔ X-files کی دستاویزی فلموں میں سے ایک اہم فلم میں دو امریکی ریاستوں کے ایک مرد اور ایک عورت کا سچا واقعہ دکھایا گیا کہ شوہر نے عورت سے پانی طلب کیا، لیکن وہ پانی لے کر نہیں آئی۔ وہ گھر سے غائب ہو گئی، گمشدگی کی رپورٹ لکھوائی گئی۔ بعد میں یہی عورت دوسری ریاست سے جو کئی سو کلو میٹر دور تھی، مل گئی۔ وہاں پولیس نے اسے تنہا گھومتے ہوئے دیکھا۔ عین اسی وقت جس وقت وہ اپنے شوہر کے لئے پانی لینے چلی تھی، اسے دوسری ریاست میں قانون کے محافظوں نے حفاظتی تحویل میں دے دیا تھا۔ تھامس کوہن [Kuhan] کے شاگرد نے اس واقعے کی یہ تعلیل بیان کی کہ وہ Black hole میں چلی گئی تھی لہٰذا زمان و مکاں کی وسعتیں اس کے لئے سمٹ گئیں۔ سوال یہ ہے کہ صرف وہ کیوں بلیک ہول میں گئی اس کا شوہر کیوں نہیں گیا۔ یہ وہ اسرار ہیں جن کے سامنے سائنس بے بس ہے۔ اس کا قانون علت و معلول معذورِ محض ہے۔ وہ اپنے مفروضات یعنی عارضی مسلمات کا دفاع کرنے سے قاصر ہے۔ بلیک ہول اگر موجود ہے تو گردشِ زمین، چکر، زماں و مکاں کی حدود و قیود کے تمام فلسفے سوالیہ نشان بن جاتے ہیں۔ زمین گردش کر رہی ہے یا نہیں؟ اس کا چکر پورا ہونے سے پہلے انسان چکر مکمل کر کے سفر سے واپس آجائے یا وقت کی رفتار سے ماورا ہو کر سفر وقت سے پہلے طے کرے، یہ کس طرح ممکن ہے؟ لہٰذا یہ تصور کہ زمین گردش کر رہی ہے، خود ایک حتمی حقیقت سچائی نہیں ہے محض اضافی [Relative] حقیقت ہے جو یقیناً خود کسی اور حقیقت پر منحصر ہو گی جس سے ہم فی الحال واقف نہیں۔

پاپر کے فلسفے Falsification کے تحت یہ یقین عہد حاضر کی سائنس کو حاصل ہے کہ جو کچھ سائنسی نظریہ بیان کیا گیا ہے، وہ صرف اس وقت تک درست ہے جب تک کہ کوئی دوسرا سائنسی نظریہ اس کی تردید نہ کر دے اور سائنس کی ترقی کا سفر سائنس کو رَد کرنے کے نتیجے میں آگے بڑھتا ہے۔ ہمارے بعض جدید و قدیم علما کے یہاں یہ سوال نہایت اہمیت کا حامل رہا ہے کہ سائنس کو مسلمان کیا جائے یا اسلام کو سائنسی مذہب قرار دیا جائے؟

علما کا ایک گروہ سائنس کو مسلمان کرنا چاہتا تھا۔ اس گروہ میں احمد رضا خاں بریلوی، سید

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان ندوی اور علامہ انور شاہ کاشمیری وغیرہ شامل تھے۔ اسی جذبے کے تحت علامہ طنطاوی کی تفسیر کے بارے میں انور شاہ کاشمیری اور سید سلیمان ندوی نے نہایت گرم جوشی کا مظاہرہ فرمایا۔ مولوی احمد رضا بریلوی اور اسلامیہ کالج لاہور کے اُستاد پروفیسر حاکم علی کی خط وکتابت سے جناب بریلوی کا نقطہ نظر سامنے آتا ہے۔ فاضل بریلوی کے فقہی مقام کی شہادت ابوالحسن علی ندوی کی زبانی ملاحظہ فرمایئے: ''جزئیاتِ فقہ پر اُن کو جو عبور حاصل تھا، ان کے زمانے میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔'' [نزہۃ الخواطر: ۸/۴۱]

پروفیسر حاکم علی نے فاضل بریلوی کو خط لکھا: ''غریب نواز! کرم فرما کر میرے ساتھ شامل ہو جاؤ تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے۔'' اس کے جواب میں فاضل بریلوی نے ایک کتاب ''نزولِ آیات قرآن بہ سکون زمین و آسمان'' تحریر کی۔ اس کتاب کے آخر میں پروفیسر حاکم علی کی خواہش کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''محب فقیر! سائنس یوں مسلمان تو نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دور از کار کرکے سائنس کے مطابق کر دیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی، نہ کہ سائنس نے اسلام۔''

سوال یہ ہے کہ کیا واقعتاً سائنس کسی مذہب کی قبولیت کے لئے تیار ہے؟ کیا سائنس کی مابعد الطبیعیات اور اس کی علیت مذہبی مابعد الطبیعیات اور علیت کو قبول کر سکتی ہے۔ کیا سائنس کے تصورِ علم، حقیقتِ علم اور ماہیتِ علم میں مذہب کے تصورِ علم کی کوئی ادنیٰ سی بھی گنجائش ہے۔ سائنس کے تصور علم میں علم وہ ہے جس میں شک کیا جاسکے، جس کی تردید کی جاسکے اور جس علم کو بالکل اسی طریقے سے حاصل کیا جاسکے جس طریقے سے وہ علم کسی اور نے حاصل کیا۔ اگر کوئی علم اس تعریف پر پورا نہیں اُترتا تو مغربی تصورِ علم اور سائنسی علم کے منہاج میں یہ علم نہیں، جہل ہے۔ لہٰذا سائنس کی نظر میں دین اور مذہب سے حاصل ہونے والا علم جہل ہے تو سائنس نعوذ باللہ اس جہل کو کیوں قبول کرے گی۔ نہ مذہب سائنس کے اس تصورِ جہل پر مبنی علم کو قبول کرے گا۔ سائنسی اور مذہبی منہاج، دونوں ایک دوسرے کو قبول نہیں کرسکتے، اسی لئے مذکورہ بالا علما کے جانشینوں میں سائنس کو مسلمان کرنے کے لئے کوئی بڑا اہل علم نہ کھڑا ہوسکا۔ بعض نے کچھ کوششیں کیں لیکن یہ کوششیں فلسفے، سائنس اور فلسفہ سائنس کے علما کی نظروں میں وقعت کی حامل نہ قرار پا سکیں۔ یہ علما بھی جدید سائنس اور اسلام کے تعلق پر کوئی اہم تحریر ضبط تحریر میں نہ لاسکے وگرنہ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں وہ بصیرت دی تھی کہ وہ سائنس کے بخیے اُدھیڑ کر رکھ دیتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

CPL No. 49
Vol 43 No 11
Monthly MUHADDIS Lahore
5866476
5866396

- عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر اِفہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

- علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکارِ انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

- تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

- آئین وسیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

قیمت فی شمارہ = /۳۰ روپے ———— زر سالانہ = /۳۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL 99-J, Model Town, Lahore 54700